مناظرہ مامون رشید

جناب شیخ جیلانی

١٠٢٢ ل

الحمد لہ
کہ

ضمیمہ اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۳۷ — ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ ہجری

بہت دلچسپ اور نہایت مفید

رسالہ

مناظرہ مامون الرشید

جسمیں خاندان بنی عباس کے علامہ خلیفہ مامون الرشید کا زبردست محققانہ اور مشہور مناظرہ کے ساتھ اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے جو اس نے اپنی سلطنت کے قاضی القضاۃ اور منتخب روزگار علماء اسلام کے ساتھ اس مسئلہ پر کیا تھا کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام حضرت رسول خدا صلعم کے کل صحابہ سے افضل اور سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے اس مناظرہ میں خلیفہ مامون الرشید کو اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل ہوئی اور کل علماء اسلام نے اس کے دعوے کو تسلیم کرلیا

مرتبہ

جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ دام فیضہ مدیر جریدہ مبارکہ اصلاح کھجوا

تیسری مرتبہ

مطبع اصلاح مشن پریس کھجوا میں چھپکر شایع ہوا

رسالہ الشمس کھجوا

دفتر اصلاح کا دوسرا رسالہ تھا جواب حضرت قبلہ و کعبہ حجۃ الاسلام ظہیر المومنین والایمان آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کی رحلت کے بعد حضرت ممدوح کی علمی یادگار "دائرہ تحقیق" کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ اسکی جلد ۱۷ اس سال شایع ہو رہی ہے۔ جسمیں تین نہایت مفید اور ضروری کتابیں شایع ہو رہی ہیں (۱) حضرت حجۃ الاسلام عماد الایمان سلطان المحققین سید المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید حامد حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے نہایت ضروری رسالہ تقیہ کا اردو ترجمہ (۲) جناب زبدۃ العلماء مولانا السید فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم کے وہ مضامین جو مرحوم نے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر سے خلافت بلا فصل حضرت امیر المومنین کے متعلق مشہور مناظرہ کے سلسلہ میں لکھے اور کئی سال تک رسالہ اصلاح میں شایع ہوئے۔ یہ سب تحریریں کتابی صورت میں بنام رسالہ الولی چھپکر شایع ہو رہی ہیں اور نہایت قابل قدر ہیں (۳) وجود حضرت امام غائب علیہ السلام اور مسئلہ رجعت کے متعلق حضرات اہل سنت کے اعتراضات کا بہت تشفی بخش اور محققانہ جواب مسمے بہ سوط عذاب مصنفہ فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب مدرس مدرسہ جوادیہ بنارس دام مجدہ۔ یہ رسالہ بھی بہت مفید ہے۔ یہ تینوں کتابیں غالباً ۵۰۰ صفحہ میں تمام ہو جائیں گی۔ اس رسالہ کا سالانہ چندہ صرف دو روپیہ ہے۔ یعنی اسی قیمت میں یہ تینوں کتابیں اس سال اپنے قدردانوں کے پاس پہونچ جائیں گی جن حضرات کو پسند ہو اس پتے سے طلب کریں۔

منیجر صاحب رسالہ الشمس دائرہ تحقیق کھجوا (صوبہ بہار)

الحمد لہ

کہ

رسالہ دلچسپ و مفید

مناظرہ ماموں الرشید

یعنی خاندان بنی امیہ کے عظیم الشان خلیفہ ماموں الرشید کا دنیائے اسلام کے چالیس جلیل القدر علماء اہلسنت سے اس مسئلہ پر نہایت تحقیقی مشہور اور زبردست مناظرہ کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام خلفاء ثلثہ سے ہر طرح افضل تھے

مع ترجمہ

از

جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ دام برکاتہ مدیر جریدہ مبارکہ اصلاح کھجوا

ابن

حضرت فردوس مآب سید المحققین حجۃ الاسلام والمسلمین ظہیر الایمان والمومنین آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ طاب ثراہ المتوفی ۱۲ شعبان سنہ ۱۳۵۲ ہجری

تیسری مرتبہ

اصلاح مشین پریس کھجوا میں طبع ہوا

دیباچہ طبع ثالث

خلیفہ مامون الرشید کا یہ مشہور اور قابل قدر مناظرہ اردو ترجمہ کے ساتھ پہلی مرتبہ ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۳۳ ہجری میں رسالہ الکلام (کجھوا) کے ہمراہ شایع ہوا تھا جو بہت پسند کیا اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ پھر دوسری دفعہ جریدہ مبارکہ رسالہ اصلاح کجھوا کے ہمراہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ ہجری میں شایع کیا گیا اس کو بھی بہت زیادہ مدت گزر گئی اور اب اس کا کوئی نسخہ نہیں ملتا۔ اس وجہ سے تیسری دفعہ بھی اس کو طبع کیا گیا۔ اس مرتبہ ترجمہ پر نظر ثانی کر کے بعض جگہ عبارتوں میں خفیف ترمیم بھی کر دی گئی ہے۔ گو یہ مناظرہ مختصر ہے لیکن انصاف پسند جماعت کے لئے اسی میں سب کچھ کہہ دیا گیا ہے اور اس کے مطالعہ کر لینے کے بعد مسلمانوں کو آسانی سے معلوم ہو جا سکتا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم کے بعد جو بزرگ سب سے افضل تھے اُن کے تمسک سے خدا و رسول کس درجہ خوش ہوں گے۔ اس مناظرہ میں بڑی خوبی یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ کی فضیلت میں جو مشہور اور زبردست باتیں شروع سے بیان کی جاتی ہیں انھیں کو علماء اہلسنت نے مامون کے سامنے بیان کیا اور اس نے ان تمام دلیلوں کا ایسا تشفی بخش جواب دیا کہ پھر حق پر کسی قسم کا پردہ باقی نہیں رہا۔ زبردستی ہر مخالف کے عقیدے کو بدل دینا جب قرآن سے ممکن نہیں ہو سکا تو کسی اور کتاب یا رسالہ سے کیونکر اسکی امید کی جا سکتی ہے۔ لیکن جو لوگ دل سے صراط مستقیم اور راہ حق کو حاصل کرنا چاہیں گے ان کو اس رسالہ سے یقیناً معتد بہ نفع حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ حضرات اہلسنت ہی کے مشہور اور علامہ خلیفہ کی تحقیقات کا جوہر ہے۔ اور ایسی کتاب سے اس کو نقل کیا گیا ہے جو مصر میں چھپی ہے اور ارکان اسلام کے مختلف حالات معلوم کرنے کا ایک اعلیٰ اور بہت معتبر ذریعہ سمجھی جاتی ہے۔ ترجمہ میں کوشش کی گئی ہے کہ سلیس اور بامحاورہ ہونے کے ساتھ لفظی معانی بھی حتی الامکان ادا ہو جائیں۔

خلیفہ مامون الرشید کا مشہور مناظرہ

خاندان بنی امیہ کے بعد اسلامی حکومت بنی عباس کے ہاتھوں میں پہونچی جو ۱۳۲ھ ہجری میں شروع ہو کر ۶۵۶ھ ہجری تک پانچ سو چوبیس سال انتہائے عظمت وجلالت کے ساتھ قائم رہی۔ اس خاندان کے چھٹے خلیفہ کا نام عبداللہ ابو العباس تھا لقب ہے مامون الرشید جو دوسرا فرزند تھا ہارون الرشید کا اور جو عظمت وجلالت۔ علم وفضل۔ حکومت وسیاست میں تمام خلفائے بنی عباس میں افضل واشرف اور صاحب سطوت وجبروت مانا جاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے نامور مورخ اور انشاپرداز شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی نے "نامور فرماں روایان اسلام" کی سوانح عمری لکھنے کا جب ارادہ کیا تو سب سے پہلے یعنی الفاروق سے بھی قبل اسی مامون الرشید کو منتخب کیا اور انکی یہ کتاب "المامون" نہایت درجہ مشہور ہوئی اور ہندوستان کی تعلیم یافتہ اسلامی جماعت نے اسے قبولیت کا شرف بخشا۔

اس جلیل القدر خلیفہ کا سُنی ہونا تو اس سے ظاہر ہے کہ بنی عباس کا چھٹا خلیفہ اور حضرات اہلسنت کا خلیفۃ المسلمین بلکہ امیر المومنین تھا۔ اور مولوی شبلی صاحب ایسے شخص نے سوانح نگاری کے لئے جب اسلامی ہیروز میں جستجو کی نگاہ دوڑائی تو نظر انتخاب سب سے پہلے اسی کے نام پر جا کر ٹھہری۔ رہا متعصب ہونا پس اسکے لئے علاوہ امور مذکورہ کے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت بالسم زندہ گواہ ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ علم وفضل فہم وفراست۔ ذکاوت اور قوت استدلال میں اس کا بہت بڑا پایہ تھا اور فیاض مطلق سے (بنی عباس میں) اسکو خاص وافر عطا ہوا تھا۔ مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں "اسلام[1] کو آج تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ ہوئے۔ اس وسیع مدت میں ایک تخت نشین بھی ایسا نہیں گزرا جو فضل و

[1] المامون ص ۱۹۱ 12

کمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہوسکتا۔ افسوس کہ سلطنت کے انتساب نے اوسکو خلفا و سلاطین کے پہلو میں جگہ دی ورنہ شاعری۔ ایام العرب ادب۔ فقہ۔ فلسفہ کون سی بزم ہے جہاں فخر و شرف کے ساتھ اوس کا استقبال نہ کیا جاتا"۔ اسی طرح اس کے نہایت کمال دوست اور قدردان علوم و فنون ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ اوس زمانہ میں ہر فن اور ہر علم کے جو کاملین و ماہرین موجود تھے اون سب کا اگر مخزن تھا تو صرف دربار مامون الرشید۔ اس کو مباحثات و مناظرات سے بھی بڑی دلچسپی تھی اور خود بھی ہر فن کے مناظرہ میں ید طولی رکھتا تھا۔ چنانچہ کتابوں کی ورق گردانی سے اوسکے متعدد مناظروں کا پتہ چلتا ہے جو اوس نے مختلف اوقات میں مختلف مذاہب کے علماء سے کئے ہیں اور جن میں اوس کو کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔ انھیں میں ایک وہ مناظرہ بھی ہے جو شایع کیا جاتا ہے۔ اسکی تصدیق اور قدر و منزلت۔ کثرت منافع۔ جامعیت اور وسعت مطالب کے ثبوت میں مولوی شبلی صاحب کی صرف یہ عبارت کافی ہوگی۔" مامون[۱] کا ایک مشہور مناظرہ جسمیں اوس کا یہ دعوی تھا کہ تمام صحابہ میں حضرت علیؑ افضل تر ہیں بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحیی بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اس دعوے کے مخالف تھے۔ ادھر مامون تنہا سب کے طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی و محکومی کا پردہ اوٹھا دیا گیا تھا اور ہر شخص کو گفتگو میں پوری آزادی حاصل تھی۔ صبح سے قریباً دو پہر تک دونوں فریق نے داد سخن[۲] دی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ میدان مامون

---

[۱] المامون صفحہ ۱۹۹۔ ۱۲ [۲] مولوی صاحب کے اس بیان پر حیرت ہوتی ہے کیونکہ اس مناظرہ کے دیکھنے سے خود ناظرین پر واضح ہو جائیگا کہ علمائے اہلسنت نے کوئی بھی معقول تقریر بمقابلہ مامون الرشید کے مقابلہ میں نہیں کی اور نہ اوسکے کسی استدلال کو باطل کیا اور نہ اپنے دعوی کو ثابت کرنے میں کسی طرح کی کامیابی حاصل کی۔ باوجود اسکے اوس فریق کے متعلق بھی یہ کہنا کہ "داد سخن دی" کمال سخن فہمی اور انصاف پسندی ہے۔ اگر مولوی صاحب کو محبت جاہ قبول حق سے مانع تھی تو یہی لکھتے کہ "مامون نے حق کو خوب ثابت کیا"۔ ۱۲

کے ہاتھ رہا۔ یہ پورا مناظرہ کتاب العقد میں مذکور ہے اور حق یہ ہے کہ وہ مامون کی وسعت نظر۔ جودت ذہن۔ کثرت معلومات۔ حسن بیان۔ زور تقریر کا ایک حیرت انگیز مرقع ہے۔"

مولوی صاحب نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے وہ کتاب العقد الفرید ہے۔ جو علم ادب۔ خطبات اور واقعات تاریخیہ کا ایک بڑا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۵ھ ہجری میں مصر کے مطبع عامرۃ شرفیہ میں چھپ گئی ہے۔ اس کا مصنف شہاب الدین احمد المعروف بہ ابن عبدربہ الاندلسی المالکی المتوفی ۳۲۸ھ ہجری ہے۔ جناب حجۃ الاسلام آیۃ اللہ العلام مولانا السید حامد حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ دارالسلام نے کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث طیر کے صہ ۲۰۶ میں مامون کے اس مناظرہ کو اسی کتاب العقد الفرید سے نقل فرما کر مصنف کے متعلق تحریر[1] فرمایا ہے "مخفی نماند کہ ابن عبدربہ از اکابر علمائے سنیہ و اماثل فضلائے امویہ و اجلہ مشاہیر و اعاظم نحاریر است"۔ بعد ازاں متعدد اقوال علمائے اہلسنت سے ابن عبدربہ کا عالم جلیل القدر ہونا ثابت کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابونصر علی بن ماکولا نے کتاب الاکمال میں لکھا ہے۔ احمد بن محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن حدیر بن سالم مولی ہشام بن عبدالملک بن مروان ابوعمر اندلسی مشہور بالعلم والادب والشعر وھو صاحب کتاب العقد فی الاخبار وشعرہ کثیر جدا وھو مجید۔ اور علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ وفیات الاعیان مطبوعہ مصر جلد اول صہ ۳۲ میں لکھا ہے ابوعمر احمد بن عبدربہ بن حبیب بن حدیر بن سالم القرطبی مولی ہشام بن عبدالرحمن بن معویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم الاموی کان من العلماء المکثرین من المحفوظات والاطلاع علی اخبار الناس وصنف کتاب العقد من الکتب وھو الممتعۃ حوی من کل شئ الخ۔ اور علامہ ذہبی نے کتاب العبر کے واقعات ۳۲۸ھ میں لکھا ہے وفیھا ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاموی مولاہم الاندلسی الاخباری العلامۃ

[1] عبقات مجلد حدیث طیر صہ ۲۱۳

مصنف العقد ولد اثنتان وثمانون سنة وشعرہ فی الزروة العلیا سمع من
بقی بن مخلد ومحمد بن وضاح اور ابو الفدا نے اپنی تاریخ المختصر فی اخبار البشر
مطبوعہ مصر واقعات ۳۲۸ھ میں لکھا ہے - وفیہا توفی ابو عمر احمد بن عبد ربہ بن
حبیب القرطبی مولی ہشام بن عبد الرحمن الداخل الی الاندلس الاموی
وکان من العلماء المکثرین من المحفوظات وصنف کتاب العقد وہو من الکتب
النفیسة ومولدہ فی سنة ست واربعین ومأتین اور علامہ عمر بن مظفر
بن عمر المعروف بہ ابن الوردی نے کتاب تتمۃ المختصر فی اخبار البشر واقعات ۳۲۸ھ
میں لکھا ہے - وفیہا توفی ابو عمر احمد بن عبد ربہ بن حبیب القرطبی
مولی ہشام بن عبد الرحمن الداخل الی الاندلس من العلماء المکثرین
وکتابہ العقد من الکتب النفیسة مولدہ سنة ست واربعین و
مأتین اور علامہ عبد اللہ بن اسعد یافعی نے کتاب مراۃ الجنان واقعات ۳۲۸ھ
میں لکھا ہے - وفیہا احمد بن محمد بن عبد ربہ القرطبی صاحب العقد
الاموی مولاہم کان من العلماء المکثرین من المحفوظات والاطلاع
علی اخبار الناس حوی کتابہ من کل شئ اور علامہ جلال الدین سیوطی نے
بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے احمد بن محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن حدیر
بن سالم مولی ہشام بن عبد الرحمن بن معویہ ابو عمر القرطبی قال ابن
الفرضی عالم الاندلس بالاخبار والاشعار وادیبہا وشاعرہا کتب
الناس تصنیفہ وشعرہ اور علامہ ارنیقی نے کتاب مدینۃ العلوم میں لکھا
ہے العقد لابن عبد ربہ وہو ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ مولی
ہشام بن عبد الرحمن بن معویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان
بن الحکم الاموی کان من العلماء المکثرین من المحفوظات والاطلاع
علی اخبار الناس وصنف کتاب العقد وہو من الکتب الممتعۃ حوی

من کل شئ ان کل عبارتوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ ابن عبدربہ ہشام بن عبدالرحمن بن معویہ خلیفہ بنی امیہ کا جو اندلس میں جاکر خلیفہ ہوا اوس کے غلام سالم کا پوتا تھا اور اُن علمائے اہلسنت سے ہے جو نہایت وسیع معلومات اور اخبار وحالات کے واقف گزرے ہیں ۔ یہ سلطنت اندلس میں اخبار واشعار کا بڑا عالم اور ادیب وشاعر تھا ۔ لوگوں نے اسکی مصنفات اور اشعار کی نقلیں حاصل کیں ۔ اس کی مصنفات سے عقد فرید ہے جس کا شمار نہایت نفع بخش اور اعلی درجہ کی کتابوں میں ہے اور جسمیں ہر علم وفن کی معلومات جمع ہیں ۔ جناب علامہ اعلی اللہ مقامہ بعد نقل عبارات مذکورہ تحریر فرماتے ہیں ۔ وبالاتر از ہمہ آنست کہ ابو العباس احمد بن محمد المقری کہ جلالت ونبالت وریاست وامامت وحذاقت او مشہور وفضائل بہیہ ومحامد سنیہ او از ریحانۃ الالباء شیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ ملقب بہ شہاب الدین الخفاجی وخلاصۃ الاثر محمد بن فضل اللہ بن محب اللہ المحبی واضح است در نفح الطیب عن غصن الاندلس الرطیب گفتہ وقال یعنی لسان الدین فی ترجمۃ الفقیہ العالم ابی عمر بن عبد ربہ عالم ساد بالعلم وراس واقتبس بہ من الحظوۃ ما اقتباس وشہر بالاندلس حتی سار الی المشرق ذکرہ واستطار بشرار الذکاء فکرہ وکانت لہ عنایۃ بالعلم وثقۃ وروایۃ لہ متسقۃ واما الادب فھو کان حجتہ وبہ غمرت الافہام لجتہ مع صیانۃ وورع ووردماء ھا فکرع ولہ التالیف المشہور الذی سماہ بالعقد وحماہ عن عثرات النقد لانہ ابرزہ مثقف القناۃ مرھف الشباۃ تقصر عنہ ثواقب الالباب ویبصر السحر منہ فی کل باب ولہ شعر انتہی منتہاہ وتجاوز سماک الاحسان وسماہ ۔ یعنی ابن عبدربہ کی توثیق میں کل مذکورہ بالا عبارات سے بڑھکر ابو العباس احمد بن محمد المقری کی عبارت ہے جو اوس نے نفح الطیب میں لکھا ہے کہ فقیہ عالم ابو عمر ابن عبدربہ الیا

عالم تھا جس نے بہ سبب علم کے لوگوں کی سرداری حاصل کر لی تھی اور دولت علم سے بہت بڑے حصہ کا مالک ہو گیا تھا اندلس میں اوسکی اتنی شہرت ہوئی کہ ممالک مشرقیہ تک اوس کا ذکر پہونچا اور اوسکی ذکاوت اس حد تک تھی کہ اوسکی قوت فکریہ بے انتہا بلند پروازی کرتی اور اوسکے علم پر لوگوں کو کامل اعتماد تھا اسی طرح اوسکی روایات نہایت مستند ہوتی ہیں علم ادب کا وہ بڑا ماہر تھا۔ باوجود اس کے ورع وتقوی اور صدق وصفا سے بھی آراستہ رہتا تھا اوسکی مشہور کتاب عقد فرید ہر قسم کی لغزش اور غلطی سے محفوظ ہے۔ کیونکہ اسکی تصنیف میں نہایت اہتمام کیا تھا اور اس کو ہر عیب ونقص سے بری رکھنے کی کوشش کی تھی" جس شخص کے یہ حالات ہوں کہ علم وفضل میں ایسا رفیع درجہ رکھتا ہو اور تعصب کی حیثیت سے خاندان بنی امیہ میں داخل ہو اوس کا جناب امیرؑ کے فضائل میں کسی واقعہ کا لکھنا کس قدر اون فضائل کے وزن کو بڑھا دیتا ہے۔ بہرحال وہ مناظرہ حسب ذیل ہے

احتجاج المامون علی الفقهاء فی فضل علیؑ

اسحق بن ابراهیم بن اسمعیل بن حماد بن زید قال بعث الی یحیی بن اکثم والی عدة من اصحابی وهو یومئذ قاضی القضاة فقال ان امیر المومنین امرنی ان احضره مع الغداة اربعین رجلاً کلهم فقیه یفقه ما یقال له ویحسن الجواب فسموا من تظنونه یصلح

فضیلت جناب امیرؑ میں مامون الرشید کا فقہا سے مناظرہ

(جلیل القدر عالم) اسحق بن ابراہیم ابن اسمعیل بن حماد بن زید نے بیان کیا ہے کہ (ایک روز سلطنت اسلامی کے) قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم نے میرے پاس اور بہت دوسرے علماء کے ہاں کہلا بھیجا کہ "سرکار (مامون الرشید) نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل صبح کے وقت چالیس بہت جلیل القدر اور متبحر ومحقق علماء کو لے کر اس کے دربار میں حاضر ہوں وہ علماء ایسا اعلیٰ دماغ اور علمی درجہ رکھتے ہوں کہ ان سے جو کہا جائے اس کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کا معقول جواب دیں۔ آپ لوگوں کے خیال میں جو علماء بادشاہ کی یہ فرمایش پوری کر سکیں

لما يطلب امير المومنين
فسمينا له عدة وذكر
هو عدة حتى تم العدد
الذى اراد وكتب تسمية
القوم وامر بالبكور فى
السحر وبعث الى من
لم يحضر فامره بذلك
فغدونا عليه قبل طلوع
الفجر فوجدناه قد لبس
ثيابه وهو جالس ينتظرنا
فركب وركبنا معه حتى
صرنا الى الباب فاذا بخادم
واقف فلما نظر الينا قال
يا ابا محمد امير المومنين
ينتظرك فادخلنا فامرنا
بالصلوة واخذنا فيها
فلم نستتمها حتى خرج
الرسول فقال ادخلوا
فدخلنا فاذا امير المومنين
جالس على فراشه و
عليه سواده وطيلسانه
والطويلة وعمامته فوقفنا

انکی فہرست پیش کیجئے"۔ اس پر ہم لوگوں نے بہت سے علماء کے نام ذکر کیئے اور بہت سے علماء کا انتخاب خود قاضی موصوف نے کیا جب چالیس کی تعداد پوری ہوگئی تو قاضی صاحب نے ان علماء کے نام لکھکر حکم جاری کیا کہ سب لوگ دوسرے دن صبح کو انکے ہاں پہونچیں اور جو لوگ موجود نہیں تھے آدمی بھیجکر اُن کو بھی بلا بھیجا۔ اس پر دوسرے روز صبح سے پہلے ہم لوگ قاضی صاحب کے ہاں جمع ہوگئے۔ دیکھا کہ وہ درباری لباس پہنکر ہم لوگوں کے انتظار میں ہیں پھر وہ سوار ہوئے اور ہم لوگ بھی سوار ہوکر اُن کے ساتھ دربار میں پہونچے۔ وہاں ایک دربان کھڑا تھا جس نے ہم لوگوں کو دیکھکر کہا کہ "قاضی صاحب! سرکار آپ کے انتظار میں ہیں"۔ پھر ہم لوگوں کو مکان کے اندر لے گیا اور کہا کہ آپ حضرات پہلے نماز سے فراغت کر لیجئے۔ ہم سب اس میں مشغول ہوگئے۔ ابھی اس کو تمام نہیں کرنے پائے تھے کہ سرکار کا آدمی پہونچا اور کہا کمرے کے اندر سب صاحب تشریف لے چلیں۔ وہاں پہونچے تو دیکھا کہ سرکار شاہی لباس پہنے دوشالہ اوڑھے ٹیکا اور عمامہ باندھے اپنی مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ ہم لوگوں نے ٹھہر کر سلام کیا جس کا جواب دیکر حضور نے بیٹھنے کو کہا۔ جب ہم سب مطمئن ہوکر بیٹھ گئے تو سرکار اپنی

وسلمنا فرد السلام و
امرنا بالجلوس فلما استقر بنا
المجلس تحدر عن فراشه
ونزع عمامته وطيلسانه
ووضع قلنسوته ثم
اقبل علينا فقال انما
فعلت ما رأيتم لتفعلوا
مثل ذلك واما الخف
فمنع من خلعه علة
من قد عرفها منكم
فقد عرفها ومن لم
يعرفها فساعرفه بها
ومد رجله وقال انزعوا
قلانسكم وخفافكم و
طيالسكم قال
فامسكنا فقال لنا يحيى
انتهوا الى ما امركم به
امير المؤمنين فتنحينا
فنزعنا اخفافنا و
طيالستنا وقلانسنا
ورجعنا فلما استقر بنا
المجلس قال انما بعثت

مسند سے اُترے عمامہ دوشالہ کو اُتار کر معمولی ٹوپی پہن لی - پھر ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر کہا "میں نے ان چیزوں کو اس لئے اُتار دیا ہے کہ آپ بھی اسی طرح بے تکلف ہو جائیں - ہاں میں نے موزہ نہیں اُتارا - جس کی وجہ آپ جانتے ہیں اور جس کو نہ معلوم ہو میں بتا دوں" پھر سرکار نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے اور کہا آپ حضرات بھی اپنی ٹوپی موزے اور دوشالے اُتار کر رکھ دیں" - ہم لوگوں کو اس میں تامل ہوا تو قاضی یحییٰ نے کہا "سرکار جو حکم دیتے ہیں اس کو بجا لائیے" - تب ہم لوگوں نے دوسری طرف جا کر موزے - ٹوپیاں اور دوشالے اُتار لئے اور سرکار کی خدمت میں پھر آکر بیٹھ رہے - جب ہم سب مطمئن ہو گئے تو سرکار نے فرمایا "علماء کرام! میں نے آپ حضرات کو ایک مناظرہ کے لئے زحمت دی ہے مگر جن صاحب کو رفع حاجت کرنے کی ضرورت ہو گی نہ تو اس مناظرہ میں اُن کا دل لگے گا - نہ وہ سمجھ کر کوئی بات کہیں گے - لہٰذا جن صاحب کو بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہو وہ فلاں جگہ جا کر فراغت کر لیں" - جب ہم سب اس فرمائش کی تعمیل بھی کر چکے تو سرکار نے فقہ کا ایک مسئلہ پیش کر کے کہا "ابو محمد (یحییٰ)! آپ اس کا جواب دیں اور دوسرے علماء بھی اپنا اپنا خیال ظاہر کریں" - قاضی صاحب نے اس کا جواب دیا پھر دوسرے علماء نے اپنی رائے بیان کی اور جواب

الیکم معشر القوم
فی المناظرۃ فمن کان
بہ شئ من الخبثین
لم ینتفع بنفسہ و
لم یفقہ مایقول فمن
اراد منکم الخلاء فہناک
واشار بیدہ فدعونا
لہ ثم القی بمسئلۃ
من الفقہ فقال یا
ابا محمد قل ولیقل
القوم من بعدک فاجابہ
یحیی ثم الذی یلی یحیی
ثم الذی یلیہ حتی
اجاب اخرنا فی العلۃ
وعلۃ العلۃ وھو
مطرق لایتکلم حتی اذا
انقطع الکلام التفت
الی یحیی فقال یا ابا محمد
اصبت الجواب و
ترکت الصواب فی
العلۃ ثم لم یزل
یرد علی کل واحد

کی دلیل اور دلیل کی علۃ کے متعلق تقریر کی سرکار
سب کی باتیں سُنتے رہے خود کچھ بھی نہ بولے۔ جب
ہم سب لوگ گفتگو کر چکے تو سرکار نے قاضی صاحب
سے کہا "ابو محمد! آپ نے جواب تو ٹھیک دیا مگر جو
دلیل بیان کی وہ درست نہیں ہے"۔ پھر دوسرے
علماء کی باتوں کو بھی رد کرنے اور کسی کے جواب کو درست
اور کسی کے قول کو غلط بتانے لگے۔ جب ان باتوں سے
فارغ ہوئے تو اس طرح تقریر کی "صاحبو! میں نے
آپ کو درحقیقۃ اس مسئلہ کے لئے زحمت نہیں دی
لیکن مناسب معلوم ہوا کہ پہلے آپ لوگوں کو بے تکلف
بنا لوں (تب اصل غرض ظاہر کروں) چاہتا ہوں کہ
آپ حضرات سے اس مذہب کے متعلق مناظرہ کروں
جس پہ میں خود ہوں اور جس کو خدا کا سچا دین جانتا ہوں
ہم لوگوں نے عرض کی "بہتر ہے سرکار مناظرہ کریں خدا
حضور کو اسکی توفیق عطا کرے"۔ اس کے بعد اس طرح
مناظرہ شروع ہوا۔

مامون۔ میرا مذہب یہ ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم کے
بعد حضرت علی ابن ابیطالبؑ سب خلفاء سے افضل اور سب لوگوں
سے زیادہ آنحضرت صلعم کی خلافۃ کے مستحق اور اہل تھے۔

علامہ اسحاق (بہت بڑے عالم اہلسنت) سرکار نے
حضرت علیؑ کے بارے میں جو فرمایا اس کی کوئی وجہ ہمیں تو
حضرت علیؑ کی ذات میں نظر نہیں آتی۔ اور جب سرکار نے

منا مقالته ويخطى بعضنا ويصوب بعضنا حتى اتى على آخرنا ثم قال انى لم ابعث فيكم لهذا ولكنى احببت ان ابسطكم ان امير المومنين اراد مناظرتكم فى مذهبه الذى هو عليه والذى يدين الله به قلنا فليفعل امير المومنين وفقه الله فقال ان امير المومنين يدين الله على ان على بن ابى طالب خير خلفاء الله بعد رسوله صلى الله عليه وسلم واولى الناس بالخلافة له قال اسحق فقلت يا امير المومنين ان فينا من لا يعرف ما ذكر امير المومنين فى على وقد دعانا امير المومنين للمناظرة فقال يا اسحق اختران شئت سالتك

مناظرہ کی غرض سے بلایا ہے تو اس دعوے کی دلیل بھی ارشاد ہو۔

مامون ۔ اچھا یا آپ مجھ سے سوال کریں یا میں آپ سے سوال کروں (علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ خود ہی سرکار سے سوال کروں۔ اس وجہ سے عرض کی)

علامہ اسحاق ۔ میں ہی حضور سے دریافت کروں گا۔

مامون ۔ بہت اچھا پوچھیئے۔

علامہ اسحاق ۔ سرکار نے کس دلیل سے فرمایا کہ حضرت رسولخدا صلعم کے بعد حضرت علی سب سے افضل اور سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے؟

مامون ۔ اسحاق ۔ پہلے مجھے یہ بتایئے کہ لوگ کس سبب سے ایک دوسرے سے فضیلت میں بڑھ جاتے ہیں اور کس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں سے افضل ہے۔

علامہ اسحاق ۔ اعمال صالحہ کی وجہ سے۔

مامون ۔ ہاں سچ ہے ۔ اچھا اب یہ بتایئے کہ اگر ایک شخص زمانہ رسولؐ میں سب سے افضل رہا ہو مگر بعد رسولؐ کے دوسرے لوگ اس شخص سے زیادہ افضل اعمال بجالائیں تو کیا فضیلت میں یہ لوگ اس شخص کے برابر ہو جائیں گے؟

(علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے جواب سے پریشان ہو کر میں سوچنے لگا تو سرکار نے فرمایا)

مامون ۔ اسحاق! آپ جواب میں ہاں تو کہہ ہی نہیں سکتے کیونکہ پھر میں اس زمانہ میں بھی ایسے لوگوں کو بتاؤنگا

اسالك وان شئت
ان تسال فقل قال
اسحق فاغتنمتها منه
فقلت بل اسالك يا
امير المومنين قال سل
قلت من این قال امیر
المومنين ان على بن
ابى طالب افضل الناس
بعد رسول الله واحقهم
بالخلافة بعده فقال
يا اسحق اخبرنى عن الناس
بم يتفاضلون حتى يقال
فلان افضل من فلان
قلت بالاعمال الصالحة
قال صدقت قال فاخبرنى
عمن فضل صاحبه على
عهد رسول الله صلى
الله عليه وسلم ثم
ان المفضول عمل بعد
وفاة رسول الله بافضل
من عمل الفاضل على
عهد رسول الله ايلحق

جن کو اُن سے زیادہ جہاد - حج - صوم - صلاۃ - خیرات
وغیرہ اعمال صالحہ بجالانے کا موقع ملتا ہے (اس صورت
میں) ہمارے زمانہ کے لوگ بھی صحابہ کرام سے
افضل ہو جائیں گے)

علامہ اسحاق - سرکار بے شک زمانہ رسولِ خدا صلعم
میں جو شخص افضل تھا اُس کے برابر پھر کوئی شخص کبھی
بھی نہیں ہو سکتا۔

مامون - اسحاق! اچھا اب دیکھئے کہ آپ کے
صحابہ کرام - تابعین - محدثین - اور وہ علماء جن کو آپ
لوگ اپنے مذہب کا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہیں حضرت
علیؑ کے فضائل میں کس کثرت سے اور کیسی اعلیٰ اعلےٰ
درجہ کی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ پھر ان احادیث
سے اُن احادیث کا مقابلہ کیجئے جو حضرت ابوبکر کے
فضائل میں محدثین سے آپ تک پہونچی ہیں۔ اگر وہ
سب حضرت علیؑ کے فضائل کے برابر ہوں تو بیشک
آپ یہ دعوےٰ کریں کہ حضرت ابوبکر افضل تھے
حضرت علیؑ سے۔ نہیں خدا کی قسم بلکہ حضرت
ابوبکر و عمر دونوں بزرگوں کے فضائل و مناقب کو جمع
کیجئے اور ان سب کا مقابلہ صرف حضرت علیؑ کے فضائل
سے کیجئے۔ اگر ان دونوں کے فضائل مل کر بھی صرف
حضرت علیؑ کے فضائل کے برابر نکلیں تو آپ خوشی
سے حضرت ابوبکر و عمر کو حضرت علیؑ سے افضل سمجھیں۔

بہ قال فاطرقت فقال
لی یا اسحق لا تقل نعم
فانک ان قلت نعم
اوجدتک فی دہرنا ہذا
من ہو اکثر منہ جہادا وحجا
وصیاما وصلاۃ وصدقۃ
فقلت اجل یا امیر المومنین
لا یلحق المفضول علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الفاضل ابدا قال
یا اسحق فانظر ما رواہ
لک اصحابک ومن اخذت
عنہم دینک وجعلتہم
قدوتک من فضائل
علی بن ابیطالب فقس
علیہا ما اتوک بہ من
فضائل ابی بکر فان رایت
فضائل ابی بکر تشاکل
فضائل علی فقل انہ افضل
منہ لا واللہ ولکن فقس
الی فضائلہ ما روی لک
من فضائل ابی بکر وعمر

نہیں خدا کی قسم بلکہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان تینوں کے
مل کر بھی تنہا حضرت علیؑ کے فضائل کے برابر ہو جائیں
تو آپ بے تکلف تینوں کو حضرت علیؑ سے افضل بتائیں۔
نہیں خدا کی قسم بلکہ کل عشرہ مبشرہ کو لیجئے جن کے
یقیناً جنتی ہونے کی گواہی حضرت رسولخدا صلعم
نے دی ہے۔ اُن سب کے فضائل کو جمع کیجئے اگر وہ
سب ملکر بھی تنہا حضرت علیؑ کے فضائل کے برابر
ہو جائیں تو آپ کو حق ہے کہ ان کو حضرت علیؑ سے
افضل کہیں (لیکن یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اکیلے حضرت
علیؑ کے فضائل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان بلکہ کل عشرہ
مبشرہ کے فضائل کے مجموعہ سے بھی بڑھکر ہیں) اچھا
اسحاق! یہ بتائیے کہ جس وقت حضرت رسولخدا صلعم
مبعوث برسالت ہوئے اُس وقت سب سے افضل
کون عمل تھا؟

علامہ اسحاق خلوص اور سچے دل سے مسلمان ہونا۔

مامون۔ اور کیا اسلام قبول کرنے میں دوسروں پر
سبقت کرنا افضل عمل نہیں تھا؟

علامہ اسحاق۔ بے شک تھا۔

مامون۔ قرآن مجید کے اس آیہ وَالسّٰابِقُوْنَ
السّٰابِقُوْنَ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (جو لوگ
سب سے آگے ہیں یہی لوگ خدا کے ہاں سب
سے زیادہ مقرب ہیں۔ پ ۲۷ ع ۱۴) کو پڑھئے

کے فضائل کو جمع کیجئے۔ اگر وہ سب

فان وجدت لهما من
الفضائل ما لعلی وحده
فقل انهما افضل منه لا
والله ولکن قس الی فضائله
فضائل ابی بکر وعمر و
عثمان فان وجدتها مثل
فضائل علی فقل انهم افضل
منه لا والله ولکن قس فضائل
العشرة الذین شهد لهم
رسول الله صلے الله علیه
وسلم بالجنة فان وجدتها
تشاکل فضائله فقل انهم
افضل منه قال یا اسحق
ای الاعمال کانت افضل
یوم بعث الله رسوله قلت
الاخلاص بالشهادة قال
الیس السبق الی الاسلام
قلت نعم قال اقرء ذلک
فی کتاب الله تعالی یقول
والسابقون السابقون
اولئک المقربون انما عنی
من سبق الی الاسلام فهل

اُس میں خدا نے سابقون سے انھیں لوگوں کو تو مراد لیا ہے جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی - پھر کیا آپ کے علم میں حضرت علیؑ سے پہلے بھی کوئی مسلمان ہوا تھا؟ لہ

علامہ اسحاق - سرکار! علیؑ تو کم سنی میں مسلمان ہوئے جب ان پر کوئی بات واجب ہی نہیں تھی - اور ابو بکر سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوئے جب اُن پر مذہب کی ہر بات واجب تھی -

مامون - اول مجھے یہ بتایئے کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا - اس کے بعد میں کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کروں گا -

لہ روضۃ الاحباب اور استیعاب وغیرہ میں ہو کہ بالاتفاق ثابت ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد اول علی بن ابی طالب ایمان لائے ہیں مگر اس سے پہلے بھی حضرتؑ نے کبھی بتوں کی عبادت نہیں کی - ابن ہشام - ابو الفدا - ابن اثیر - طبری - صاحب ریاض نضرہ - صاحب معجم بغوی - صاحب مدارک اور دیگر اکثر مورخین و محدثین و اہل سیر اسی کے قائل ہیں کہ اول حضرت خدیجہ پھر فوراً حضرت علیؑ ایمان لائے -
اور تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت ابو بکر پچاس آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے ۱۲

علمت احدا اسبق علیا
الی الاسلام قلت یا امیر
المومنین ان علیا اسلم
وھو حدیث السن لا
یجوز علیہ الحکم وابوبکر
اسلم وھو مستکمل یجوز
علیہ الحکم قال اخبرنی
ایھما اسلم قبل ثم اناظرک
من بعدہ فی الحداثۃ
والکمال قلت علی اسلم
قبل ابی بکر علی ھذہ الشریطۃ
فقال نعم فاخبرنی عن
اسلام علی حین اسلم
لا یخلو من ان یکون رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دعاہ الی الاسلام او یکون
الھاما من اللہ قال فاطرقت
فقال لی یا اسحق لا تقل
الھاما فتقدمہ علی رسول
اللہ ص لان رسول اللہ لم
یعرف الاسلام حتی اتاہ
جبریل عن اللہ تعالی

علامہ اسحاق ۔ بے شک حضرت ابوبکر سے پہلے ہی حضرت علیؑ نے اسلام قبول کیا مگر اسی شرط سے (کہ وہ کم سن تھے ابھی بالغ بھی نہیں ہونے پائے تھے)

مامون ۔ ہاں ٹھیک ہے (حضرت علیؑ کم سنی ہی میں مسلمان ہوئے) دیکھئے کہ دو ہی صورت ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ حضرت علیؑ نے اس وجہ سے اسلام قبول کیا کہ حضرت رسولخدا صلعم نے آپ سے اس کی خواہش کی۔ دوسری صورت یہ کہ خدا نے حضرت علیؑ کو الہام کیا کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ آپ بتائیے حضرت علیؑ کے اسلام کی کس صورت کو آپ اختیار کرتے ہیں۔

(علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ سرکار کے اس سوال سے پریشان ہو کر میں سوچنے لگا اور کچھ جواب نہ دے سکا تو خود سرکار نے کہا)

مامون ۔ اسحاق! آپ یہ تو کہہ نہیں سکتے کہ حضرت علیؑ کو خدا کا الہام ہوا کیونکہ اس صورت میں آپ حضرت علیؑ کا درجہ حضرت رسولخدا صلعم سے بڑھا دیں گے۔ اس لئے کہ آں حضرت صلعم نے بھی تو خدا کے الہام سے اسلام کو نہیں پہچانا بلکہ آپ کے پاس خدا کی طرف سے حضرت جبرئیلؑ بھیجے گئے۔

قلت اجل بل دعاہ رسول اللہ الی الاسلام قال یا اسحق فھل یخلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین دعاہ الی الاسلام من ان یکون دعاہ بامر اللہ او تکلف ذلک من نفسہ قال فاطرقت فقال یا اسحق لا تنسب رسول اللہ الی التکلف فان اللہ یقول وما انا من المتکلفین قلت اجل یا امیر المومنین بل دعاہ بامر اللہ قال فھل من صفۃ الجبار جل ذکرہ ان یکلف رسلہ دعاء من لا یجوز علیہ حکم قلت اعوذ باللہ فقال افتراہ فی قیاس قولک یا اسحق ان علیا اسلم صبیا لا یجوز علیہ الحکم قد کلف رسول اللہ من

علامہ اسحاق بے شک حضرت علی کو الہام نہیں ہوا بلکہ حضرت رسولخدا صلعم ہی نے آپکو اسلام کیطرف بلایا اور آپکی دعوت دی۔

مامون۔ بس اے علامہ اسحاق اب دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا کہ یا تو حضرت رسولخدا صلعم نے آپ کو خدا کے حکم سے اسلام قبول کرنے کے لئے کہا یا اپنے دل سے یہ کام کیا ہوگا (کہ حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ تم بھی مسلمان ہو جاؤ)۔

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ خلیفہ کے اس سوال سے بھی پریشان ہو کر میں سوچنے لگا کہ اب کیا کہوں۔ مجھ سے کچھ جواب نہ ہو سکا تو خلیفہ نے خود ہی کہا۔

مامون۔ علامہ اسحاق! تم حضرت رسولخدا صلعم پر یہ الزام تو قائم ہی نہیں کر سکتے کہ حضرت اپنے دل اور اپنی خواہش نفس سے کوئی کام کرتے تھے کیونکہ (پھر تم) خدا کو جھوٹا کہدو گے جس) نے حضرت رسولخدا صلعم کے بارے میں فرمادیا ہے کہ اے رسول کہدو میں اپنی خواہش نفس سے کوئی کام کرتا ہی نہیں ہوں (پ ۲۳ ع ۱۴)

علامہ اسحاق بے شک آنحضرتؐ نے اپنی خواہش نفس سے نہیں بلکہ خدا کے حکم سے حضرت علیؑ سے اسلام قبول کرنے کو کہا تھا۔

مامون۔ تو خدا جبار کی شان یہی ہے کہ اپنے رسولوں سے ایسے شخص کو اسلام کیطرف بلانے کو کہے جسکو کسی بات کا حکم دینا جائز بھی نہیں ہے؟

علامہ اسحاق۔ معاذ اللہ! ہرگز نہیں۔

مامون۔ علامہ اسحاق! تم نے جو کہا کہ حضرت علیؑ بچپن میں مسلمان ہوئے جب انسے کسی بات کی فرمائش جائز ہی نہیں تھی تو کیا اس قیاس سے تمہارا یہ خیال ہے کہ آنحضرتؐ نے بچوں کو اسلام کی طرف بلا کر

دعاء الصبیان مالا
یطیقون فهل یدعوهم
الساعة ویرتدون بعد
ساعة فلا یجب علیهم
فی ارتدادهم شئ
ولا یجوز علیهم حکم
الرسول علیه السلام
اتری هذا جائزا
عندک ان تنسبه الی
رسول اللہ صلعم قلت اعوذ
باللہ قال یا اسحق فاراک
انما قصدت لفضیلة
فضل بها رسول اللہ صلعم
علیاً علی هذا الخلق
ابانة بها منهم لیعرفوا
فضله ولو کان اللہ امره
بدعاء الصبیان لدعاهم
کما دعا علیاً قلت بلی
قال فهل بلغک ان
الرسول دعا احدا من
الصبیان من اهله و
قرابته لئلا تقول ان

ان کو ایسی بات کا حکم دیا جو اُن کی طاقت سے باہر تھا؟ پھر آنحضرت صلعم کی فرمائش پر مسلمان ہونے کے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا اُن کے مرتد ہونے کی کوئی سزا ان کو نہیں دی جاتی؟ اور کیا حضرت رسولخدا صلعم کو انھیں کسی بات کا حکم دینا جائز نہیں ہوتا؟ کیا تم اس کو جائز جانتے ہو کہ حضرت رسولخدا صلعم کیطرف ایسی بات کی نسبت دو؟

علامہ اسحاق معاذ اللہ (میں ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا)

مامون - اے علامہ اسحاق! تو میں سمجھتا ہوں تمہارا مقصود یہ ہے کہ یہ حضرت علیؑ کا خاص شرف تھا کہ حضرت رسولخدا صلعم نے اسکی وجہ سے ان کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی اور بہ سبب اس فضیلت کے حضرت علیؑ کو سب سے بڑھا دیا تاکہ سب لوگ حضرتؑ کے فضائل و مناقب کو پہچان لیں۔ ورنہ (یعنی) اگر (ایسا نہ ہوتا اور) خدا نے آنحضرت صلعم کو حکم دیا ہوتا کہ عام طور پر ہر بچہ سے مذہب اسلام قبول کرنے کو کہو تو حضرت صلعم نے حضرتؑ علی کی طرح دوسرے بچوں سے بھی کہا ہوتا کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔

علامہ اسحاق - بے شک۔

مامون - تو کیا تم کو معلوم ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے اپنے اہل و عیال - اعزہ و اقربہ یا خاندان کے کسی اور بچہ سے بھی فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ؟ میں یہ بات اس وجہ سے دریافت کرتا ہوں کہ کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ: -

علیا ابن عمه قلت لا
اعلم ولا ادری فعل او لم
یفعل قال یا اسحق ارأیت
مالم تدره ولم تعلمه
هل تسال عنه قلت
لا قال فدع ما قد وضعه
الله عنا وعنك قال
ثم ای الاعمال کانت افضل
بعد السبق الی الاسلام
قلت الجهاد فی سبیل الله
قال صدقت فهل
تجد لاحد من اصحاب
رسول اللهؐ ما تجد لعلی
فی الجهاد قلت فی ای
وقت قال فی ای الاوقات
شئت قلت بدر قال لا
ارید غیرها فهل تجد لاحد
الا دون ما تجد لعلی یوم
بدر اخبرنی کم قتلی
بدر قلت نیف وستون
رجلاً من المشرکین قال
فکم قتل علی وحده قلت

حضرت علی چونکہ حضرت رسولخدا صلعم کے چچازاد بھائی تھے
اس سبب سے آں حضرتؐ نے اپنے خاندان کے دوسرے
بچوں کی طرح آپ سے بھی فرمادیا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس میں
حضرت علیؑ کی کوئی ذاتی خصوصیت نہیں تھی۔
علامہ اسحاق۔ اسکی نہ مجھے کوئی خبر ہے نہ اس کا کوئی علم ہے
کہ حضرت رسولخدا صلعم نے کسی اور بچے سے فرمایا یا نہیں فرمایا
مامون۔ علامہ اسحاق! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم کو
جس بات کی نہ کوئی خبر ہے نہ اس کا کوئی علم ہے اُسکے
بارے میں بھی بروز قیامت تم سے کوئی سوال کیا جائیگا؟
علامہ اسحاق نہیں جس بات کو میں جانتا ہی نہیں اُسکے بارے میں کیوں سوال ہونے لگا؟
مامون تو خدا نے جس بات کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط
کردی ہے اُس کا نام کیوں لیتے ہو (یعنی جب تم کو معلوم ہی نہیں
کہ حضرت رسولخدا صلعم نے اپنے خاندان کے کسی اور بچے سے اسلام
قبول کرنے کو کہا تو تم کیوں اس کا احتمال پیدا کرو۔ اپنے علم کے
مطابق کہو کہ حضرتؐ نے کسی اور بچے سے ایسا نہیں فرمایا اور یہ حضرتؑ
کی مخصوص فضیلت تھی) اچھا اب یہ بتاؤ کہ اسلام
قبول کرنے کے بعد سب سے افضل عمل کیا تھا؟
علامہ اسحاق خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔
مامون۔ ہاں سچ ہے۔ تو جہاد میں بھی حضرت علیؑ
کے جو کارنامے ہیں کیا تم اصحاب رسولؐ سے کسی اور بزرگ
میں بھی ویسی خدمات پاتے ہو؟
علامہ اسحاق۔ کس وقت۔ اور کس جنگ میں؟

لا ادری قال ثلاثة و
عشرین او اثنین و
عشرین والاربعون
لسائر الناس قلت یا
امیر المومنین کان ابوبکر
مع رسول الله ص فی عریشه
قال یصنع ماذا قلت
یدبر قال ویحك یدبر
دون رسول الله او معه
شریکا ام افتقارا من
رسول الله صلی الله علیه
وسلم الی رایه ای الثلاث
احب الیك قلت اعوذ
بالله ان یدبر ابوبکر دون
رسول الله ص او یکون معه
شریکا او ان یکون برسول
الله ص افتقار الی رایه
قال فما الفضیلة بالعریش
اذا کان الامر کذلك الیس
من ضرب بسیفه بین
یدی رسول الله ص افضل
ممن هو جالس قلت یا

مامون۔ جس وقت کو چاہو اور جس جنگ کے واقعات دیکھنا پسند کرو (کسی وقت اور کسی جنگ میں بھی کسی صحابی نے حضرت علیؑ کے ایسا کوئی کام کیا؟)

علامہ اسحاق۔ اچھا جنگ بدر کو ملاحظہ فرمائیں۔

مامون۔ ہاں اسی میں دیکھو۔ میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔ جنگ بدر میں بھی حضرت علیؑ کے جو کارنامے ہیں کیا اور صحابہ کی خدمات اُن سے بہت کم اور نہایت حقیر نہیں ہیں؟ بتاؤ اس میں کتنے کافر قتل کئے گئے؟

علامہ اسحاق۔ ساٹھ سے زیادہ۔

مامون۔ ان ساٹھ سے کس قدر لوگوں کو تنہا حضرت علیؑ نے قتل کیا؟

علامہ اسحاق۔ مجھے نہیں معلوم ہے۔

مامون۔ مجھ سے سنو ۲۳ یا کم از کم ۲۲ کافروں کو صرف حضرت علیؑ نے اور ۴۰ کافروں کو باقی کل لشکر اسلام نے قتل کیا۔

علامہ اسحاق۔ سرکار یہ بھی تو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت ابوبکر حضرت رسولخدا صلعم کے ساتھ عریشہ[1] میں تھے

مامون۔ ہاں لیکن وہاں بناتے کیا تھے؟ (کیا کسی دشمن کو قتل کر رہے تھے؟ یا کسی کافر سے لڑ رہے تھے؟)

علامہ اسحاق۔ بیٹھے تدبیر سوچ رہے تھے کہ لڑائی کیسے فتح ہو

مامون۔ افسوس۔ تم اور ایسی بات کہو۔ یہ تو بتاؤ کہ

[1] جنگ بدر میں حضرت رسولخدا صلعم کیلئے لڑائی سے علیحدہ ایک اونچی جگہ بنا دی گئی تھی جسمیں حضرت حفاظت سے بیٹھے تھے۔ اسی میں حضرت ابوبکر بھی بیٹھ گئے تھے۔ ۱۲

امیر المومنین کل الجیش
کان مجاهدا قال صدقت
کل مجاهد ولکن الضارب
بالسیف المحامی عن رسول
اللهؐ وعن الجالس افضل
من الجالس اما قرات
کتاب الله لا یستوی
القاعدون من المومنین
غیر اولی الضرر والمجاهدون
فی سبیل الله باموالهم
وانفسهم فضل الله
المجاهدین باموالهم
وانفسهم علی القاعدین
درجة وکلا وعد الله
الحسنی وفضل الله
المجاهدین علی القاعدین
اجراً عظیما قلت وکان
ابوبکر وعمر مجاهدین
قال فهل کان لابی بکر و
عمر فضل علی من لم یشهد
ذلکؑ المشهد قلت نعم
قال فکذلک سبق الباذل

وہ حضرت رسول خداؐ سے علیحدہ تدبیر سوچتے تھے یا حضرتؐ کے ساتھ اگر ساتھ تھے تو کیا حضرتؐ نے اونکو اپنا شریک کر لیا تھا یا حضرت انکی تدبیر کے محتاج تھے؟ ان تین صورتوں سے تم کس کو تجویز کرتے ہو؟

علامہ اسحاق ۔ معاذ اللہ! نہ حضرت رسول خداؐ سے علیحدہ تدبیر سوچتے تھے نہ حضرتؐ کے شریک ہو کر اور نہ آنحضرتؐ انکی تدبیر کے محتاج تھے

مامون ۔ تو پھر عریشہ میں بیٹھکر انھوں نے کیا کیا؟ اس سے انکی کیا فضیلت نکلی؟ جب جنگ بدر میں ان سے اسکے سوا کچھ نہ ہوسکا تو جو شخص آنحضرتؐ کی حفاظت کیلئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر تلوار سے لڑتا تھا وہ اس آرام کے ساتھ بیٹھنے والے سے افضل نہیں ہوگا؟

علامہ اسحاق ۔ سرکار! جہاد تو پورا لشکر اسلام ہی کر رہا تھا (حضرت علی کی خصوصیت کیا تھی؟)

مامون ۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ سب جہاد کرتے تھے لیکن جو شخص تلوار سے لڑتا ہوا آنحضرت صلعم کی اور جو لوگ حضرتؐ کے ساتھ چین سے بیٹھے تھے اُنکی بھی حفاظت کرتا تھا وہ اُن لوگوں سے بدرجہا افضل ہے جو ہاتھ پر ہاتھ دیئے آرام سے بیٹھے تھے کیا تم نے قرآن مجید میں یہ آیہ نہیں پڑھی ہے کہ معذور لوگوں کے سوا ہاتھ پر ہاتھ دیئے ہوئے بیٹھنے والے اور خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے والے دونوں ہرگز برابر نہیں ہوسکتے (بلکہ) جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو آرام سے بیٹھے رہنے والوں پر خدا نے بڑی فضیلت دی اور ان کا درجہ بہت زیادہ بلند کیا ہے اور اگرچہ خدا نے

نفسہ فضل ابی بکر و
عمر قلت اجل قال یا اسحٰق
ھل تقرأ القرآن قلت
نعم قال اقرأ علی ھل
اتی علی الانسان حین
من الدھر لم یکن شیئا
مذکورا فقرأت منھا
حتی بلغت یشربون من
کاس کان مزاجھا کافورا
الی قولہ ویطعمون الطعام
علی حبہ مسکینا ویتیما
واسیرا قال علی رسلک
فیمن انزلت ھذہ الآیات
قلت فی علی قال فھل بلغک
ان علیا حین اطعم المسکین
والیتیم والاسیر قال
انما نطعمکم لوجہ اللہ
وھل سمعت اللہ وصف
فی کتابہ احدا بمثل ما
وصف بہ علیا قلت
لا قال صدقت لان اللہ
جل ثناؤہ عرف سیرتہ

سب ایمانداروں سے احسان کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد کرنے والوں کو آرام سے بیٹھے رہنے والوں پر ثواب عظیم کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے (سورہ النساء رکوع ۱۰)

علامہ اسحاق ۔ لیکن حضرت ابوبکر اور عمر بھی تو مجاہد تھے (کیونکہ اسی نیت سے اس جنگ میں آئے تھے)

مامون ۔ تو جو لوگ اس جنگ میں آئے ہی نہیں ان پر حضرت ابوبکر و عمر کو فضیلت تھی یا نہیں؟

علامہ اسحاق ۔ ضرور تھی ۔

مامون ۔ اسی طرح جس بزرگ نے اپنی جان معرض ہلاکت میں ڈال کر دشمنوں سے جنگ کی وہ بھی حضرت ابوبکر و عمر سے افضل ہوئے (کیونکہ یہ دونوں تو ہاتھ پر ہاتھ دیئے آرام سے بیٹھے ہی رہے)

علامہ اسحاق ۔ ہاں بات تو صحیح ہے ۔

مامون ۔ علامہ اسحاق! تم قرآن تو ضرور ہی پڑھتے ہو ۔

علامہ اسحاق ۔ حضور ہاں ۔

مامون ۔ ذرہ سورہ ہل اتی تو پڑھو جس میں خدا نے فرمایا ہے
هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا ۔

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے اس سورہ کی تلاوت کی اور جب اس آیۃ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا سے وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا تک پہونچا تو مامون نے کہا ۔

مامون ۔ ذرا ٹھہر جاؤ ۔ ہاں یہ آیتیں کس کی شان میں نازل

يا اسحق الست تشهد
ان العشرة في الجنة قلت
بلى يا امير المومنين قال
ارايت لو ان رجلا قال
والله ما ادري هذا الحديث
صحيح ام لا ولا ادري ان
كان رسول الله قاله ام
لم يقله اكان عندك
كافرا قلت اعوذ بالله
قال ارايت لو انه قال
ما ادري هذه السورة
من كتاب الله ام لا اكان
كافرا قلت نعم قال
يا اسحق ارى بينهما فرقا
يا اسحق اتروي الحديث
قلت نعم قال فهل تعرف
حديث الطير قلت نعم
قال فحدثني به قال فحدثته
الحديث فقال يا اسحق
اني كنت اكلمك وانا
اظنك غير معاند للحق
فاما الان فقد بان لي

ہوئی ہیں۔

علامہ اسحاق۔ حضرت علی ابن ابیطالبؑ کی شان میں۔

مامون۔ کیا کسی ذریعہ سے یہ بات تم تک پہونچی ہے کہ حضرت علیؑ نے جب مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلایا تھا تو اپنی زبان سے یہ بھی کہا تھا کہ انما نطعمکم لوجہ اللہ (اگر ایسا نہیں اور یقینا نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ خدا نے حضرت علیؑ کی نیت جانگران کی طرف سے فرمایا کہ مسکین یتیم و اسیر کے کھلاتے وقت گویا علیؑ کا دل کہہ رہا تھا کہ ہم تم کو محض خدا کی خوشی کے لئے کھلاتے ہیں) اب بتاؤ کہ حضرت علی کی (اس صفت کی) جیسی مدح خدا نے کی ویسی مدح کسی اور صحابی کے کسی کام کی بھی کی ہے؟ (کہ انکی نیت کو اسکی طرف سے اپنے الفاظ میں بیان کر کے قرآن مجید میں درج کر دیا ہو)

علامہ اسحاق۔ نہ حضرت علی نے انما نطعمکم لوجہ اللہ کہا تھا اور نہ کسی اور صحابی کی ایسی مدح قرآن میں نازل ہوئی۔

مامون۔ ہاں سچ ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا خود حضرت علی کی سیرت اور ان کے اعمال کی نیت سے واقف تھا (کہ علی جو کام کرتے ہیں خدا کی خوشی کے لئے۔ اس کے سوا ان کی کوئی غرض ہوتی ہی نہیں ہے)

اے اسحاق! اچھا اب بتاؤ کہ تم اس بات کی گواہی دیتے ہو یا نہیں کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہیں [1]

علامہ اسحاق۔ بے شک گواہی دیتا ہوں۔

---

[1] حضرات اہلسنت کہتے ہیں کہ حضرت رسولخداصلعم نے اپنے صحابہ سے دس شخصوں کے جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی خوبہ ہیں حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ طلحہ زبیر۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعید بن زید اور ابو عبیدہ بن الجراح ۱۲ مترجم

عنادك انك توثق
ان هذا الحديث صحيح
قلت نعم ردا لامن لا
يمكنني رده قال افرايت
ان من ايقن ان هذا الحديث
صحيح ثم زعم ان احدا
افضل من علی لا يخلو من
احدی ثلاثة من ان
يكون دعوة رسول الله صلعم
عنده مردودة عليه
او ان يقول عرف الفاضل
من خلقه وكان المفضول
احب اليه او ان يقول
ان الله عز وجل لم
يعرف الفاضل من المفضول
فای الثلاثة احب اليك
ان يقول فاطرقت ثم
قال يا اسحق لا تقل منها
شيئا فانك ان قلت
منها شيئا استتبتك
وان كان للحديث عندك
تاويل غير هذه الثلاثة

مامون ۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ "خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ حضرت رسولخدا صلعم نے اس کو فرمایا تھا یا نہیں" تو کیا ایسا کہنے سے تم اس شخص کو کافر سمجھو گے؟

علامہ اسحاق ۔ معاذ اللہ! ہرگز نہیں ۔

مامون ۔ اب اگر وہی شخص یہ کہے کہ مجھے خبر نہیں یہ سورہ قرآن مجید کا ہے یا نہیں تو وہ کافر ہو جائیگا یا نہیں؟

علامہ اسحاق ۔ ہاں ضرور ہو جائیگا ۔

مامون ۔ تو دونوں میں فرق (کی وجہ)؟ (یہی فرق تو ہے کہ حضرت علی کی فضیلت کا گواہ قرآن مجید ہے جس سے انکار کرنیوالا کافر ہو جائیگا اور صحابہ کی فضیلت تو حدیث میں ہے جو غلط اور صحیح ہر قسم کی ہوتی ہے اور جسکے انکار کرنے سے ایمان نہیں جاتا) اچھا اے اسحاق! تم حدیث بھی روایت کرتے ہو؟

علامہ اسحاق ۔ سرکار ہاں ۔

مامون ۔ حدیث طیر کو بھی جانتے ہو؟

علامہ اسحاق ۔ حضور ہاں ۔

مامون ۔ بیان تو کرو ۔

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حدیث طیر[1] پڑھدی ۔ تو مامون

[1] حضرت رسولخدا ایک بھنے ہوئے جرندے کا گوشت کھانے بیٹھے تو دعا کی اے خدا جس شخص کو تو سب لوگوں سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے اُسے میرے پاس بھیج کہ یہ گوشت میرے ساتھ کھائے ۔ خدا نے فوراً حضرت علیؑ کو حضرتؐ کے پاس بھیج دیا اور آپ نے حضرتؐ کے ساتھ وہ گوشت کھایا جس سے حضرت علیؑ کا خدا کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ہونا ثابت ہوا اسی کو حدیث طیر کہتے ہیں ۱۲ مترجم ۔

الا وجه فقلت لا اعلم
وان لابی بکر فضلا قال اجل
لولا ان له فضلا لما قیل ان
علیاً افضل منه فما فضله الذی
قصدت له الساعة قلت قول
الله عز وجل ثانی اثنین اذ
هما فی الغار اذ یقول لصاحبه
لا تحزن ان الله معنا فنسبه
الی صحبته قال یا اسحٰق اما
انی لا احملك علی الوعر من طریقك
انی وجدت الله تعالی نسب الی
صحبته من رضیه ورضی عنه
کافرا هو قوله فقال له صاحبه
هو یحاوره اکفرت بالذی
خلقك من تراب ثم من نطفة
ثم سوٰك رجلا لکنا هو الله
ربی ولا اشرك بربی احدا قلت
ان ذلك صاحبا کان کافرا
وابوبکر مومن قال فاذا جاز
ان ینسب الی صحبته من رضیه
کافرا جاز ان ینسب الی صحبة
نبیه مومنا ولیس بافضل المومنین

نے کہا:۔

مامون۔ اے اسحاق! میں تم سے یہ سمجھکر بحث کرتا تھا کہ تم حق کے دشمن نہیں ہو مگر اب حق سے تمہاری دشمنی واضح ہوگئی کیا تم کو یقین ہے کہ یہ حدیث ضرور صحیح ہے۔

علامہ اسحاق۔ بے شک یقین ہے کیونکہ اس کی روایت اُن علماء نے کی ہے جنکی حدیثوں پر کوئی شخص اعتراض نہیں کرسکتا۔

مامون۔ اب بتاؤ تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے پھر بھی وہ خیال کرے کہ امتہ رسولؐ میں حضرت علیؑ سے بھی افضل کوئی شخص تھا اُس کو تین باتوں سے کسی ایک کو ضرور ماننا ہوگا۔ یا یہ کہے کہ خدا نے آنحضرتؐ کی دعا قبول نہیں کی۔ یا یہ مانے کہ افضل خلق کے رہتے ہوئے خدا مفضول کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا۔ یا یہ اعتقاد رکھے کہ خدا کو اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ سمجھے کون شخص افضل ہے اور کون مفضول (کیونکہ رسول خدا صلعم کی دعا پر خدا نے حضرت علیؑ ہی کو بھیجا) تم ان تین باتوں سے کس کو اختیار کرتے ہو؟

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ مامون کی یہ زبردست تقریر سنکر میرے ہوش اُڑ گئے کچھ جواب نہ دے سکا تو مامون نے کہا۔

مامون۔ اے اسحاق۔ ان تین باتوں سے تو کسی ایک کو بھی تم اختیار نہیں کرسکتے۔ ورنہ (تم کافر ہو جاؤ گے اور) میں تم سے توبہ کراؤں گا۔ ہاں کوئی چوتھی صورت نکال سکتے ہو تو بتاؤ۔

ولا الثانی ولا الثالث قلت
یا امیر المومنین ان قدر الآیۃ
عظیم ان اللہ یقول ثانی اثنین
اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبہ
لا تحزن ان اللہ معنا قال یا
اسحق تابی الا ان الا ان اخرجک
الی الاستقصاء علیک اخبرنی
عن حزن ابی بکر اکان رضا ام
سخطا قلت ان ابا بکر انما حزن
من اجل رسول اللہ صلعم خوفاً علیہ
وغماً ان یصل الی رسول اللہ شیٔ
من المکروہ قال لیس هذا جوابی
انما کان جوابی ان تقول رضی
ام سخط قلت بل کان رضا للہ
قال فکان اللہ جل ذکرہ بعث
الینا رسولا ینهی عن رضا اللہ عز و جل
وعن طاعتہ قلت اعوذ باللہ
قال اولیس قد زعمت ان حزن
ابی بکر رضا اللہ قلت بلی قال او
لم تجد ان القرآن یشهد ان
رسول اللہ صلعم قال لا تحزن نهیا لہ
عن الحزن قلت اعوذ باللہ قال

علامہ اسحاق - سرکار میری عقل میں تو اور کوئی تاویل نہیں آتی ہے لیکن حضرت ابوبکر کی بھی کوئی فضیلت ہے۔

مامون - ہاں اس سے مجھے انکار نہیں کیونکہ اگر ان کی کوئی فضیلت نہ ہو تو یہ کہنا ہی لغو ہو جائے کہ حضرت علیؑ افضل ہیں حضرت ابوبکر سے (اس لئے کہ افضل تو وہی کہا جاتا ہے جس میں دوسرے سے زیادہ فضیلت ہو یعنی مفضول میں کم اور افضل میں سب سے زیادہ فضیلت ہوتی ہے) مگر اس وقت تم کو ان کی کون سی فضیلت سوجھی؟

علامہ اسحاق - آیہ غار جسمیں خدا ارشاد فرماتا ہے ثانی اثنین (دو میں کا دوسرا جب دونوں غار میں تھے اس وقت وہ دوسرا اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ رنج نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے)۔ اسمیں خدا نے حضرت ابوبکر کو آنحضرت کا ساتھی کہا ہے (یہ کم فضیلت ہے)

مامون - اے اسحاق! میں تمہیں کسی مشکل میں مبتلا نہیں کروں گا (بلکہ ہر طرح میں تمہاری مدد کرتا جاؤں گا تاکہ تم اس مناظرہ میں اپنی پوری قوت صرف کر دو) بیشک خدا نے حضرت ابوبکر کو آنحضرت صلعم کا ساتھی کہا ہے لیکن (اس سے انکی فضیلت ہی کیا ہوئی کیونکہ) میں تو قرآن میں دیکھتا ہوں کہ خدا نے ایک کافر کو بھی ایسے شخص کا ساتھی کہا ہے جس سے خدا خوش تھا۔ اور جو خدا سے خوش تھا۔ وہ خدا کا یہ قول ہے:- فقال لہ صاحبہ وهو یحاورہ الآیہ یعنی اس کا ساتھی جو اس سے باتیں کر رہا تھا

يا اسحق ان مذهبي الرفق
بك لعل الله يردك الى الحق و
يعدل بك عن الباطل لكثرة
ما تستعين به وحدثني عن
قول الله فانزل الله سكينته
عليه من عنى بذلك رسول الله
ام ابو بكر قلت بل رسول الله ص
قال صدقت قال فحدثني عن
قول الله عز وجل ويوم حنين
اذ اعجبتكم كثرتكم الى قوله ثم انزل
الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين
اتعلم من المؤمنين الذين اراد ا
في هذا الموضع قلت لا ادري يا امير
المؤمنين قال الناس جميعاً
انهزموا يوم حنين فلم يبق مع
رسول الله الا سبعة نفر من
بني هاشم علي يضرب بسيفه بين
يدي رسول الله والعباس آخذ
بلجام بغلة رسول الله والخمسة
محدقون به خوفا من ان يناله
من جراح القوم شيء حتى اعطى الله
لرسوله الظفر فالمؤمنون في

بول اٹھا کہ کیا تو اُس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھ کو پہلے مٹی سے پھر نطفے سے پیدا کیا پھر تجھکو پورا آدمی بنا دیا (پارہ ۱۵ ع ۱۷)

علامہ اسحاق - لیکن اس آیہ میں جس ساتھی کا ذکر ہے وہ کافر تھا اور حضرت ابوبکر مسلمان تھے۔

مامون - یہی تو میں کہتا ہوں کہ جب جائز ہے کہ خدا ایک کافر کو ایسے شخص کا ساتھی کہہ دے جس سے خدا خوش تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے نبیؐ کا ساتھی کسی مسلمان کو کہہ دے مگر اس (ساتھی کہہ دینے) سے وہ شخص سب مسلمانوں سے افضل نہیں ہو سکتا اور نہ حضرت ثانی نہ حضرت ثالث (مسلمانوں سے افضل ہو سکتے ہیں)

علامہ اسحاق - سرکار! یہ آیہ غار بہت جلیل القدر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے دو میں دوسرے (پیغمبر) اُسوقت جب دونوں غار میں تھے اور پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ رنج و غم نہ کرو بیشک خدا ہمارے ساتھ ہے۔

مامون - اے اسحاق! میں دیکھتا ہوں کہ جب تک تمہاری پوری خبر نہیں لونگا اور تمہیں حد تک نہ پہونچا دونگا تم مانوگے نہیں اچھا بتاؤ حضرت ابوبکر کا رنج و غم خوشی سے تھا یا غضب اور غصہ سے (یعنی وہ خوشی کی حالت میں رنج و غم کر رہے تھے۔ یا غصہ و غضب کی کیفیت میں)

علامہ اسحاق - یہ رنج و غم حضرت رسولخداؐ کے لئے تھا حضرت ہی کے بارے میں انکو خوف اور غم ہوا کہ آپ کو کوئی مصیبت نہ واقع ہو

مامون - میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ وہ رنج و غم خوشی سے تھا یا غصہ و غضب سے۔

علامہ اسحاق ۔ خدا کی خوشی کے لئے تھا (یعنی حضرت ابوبکر نے اس غرض سے رنج و غم ظاہر کیا کہ اس سے خدا خوش ہو)

مامون ۔ تو ثابت ہوا کہ خدا نے ہم لوگوں کی طرف ایسا رسولؐ بھیجا جو لوگوں کو خدا کی خوشی حاصل کرنے سے منع کرتا تھا۔

علامہ اسحاق ۔ معاذ اللہ! (یہ کیونکر)

مامون ۔ کیا تم نے ابھی نہیں کہا کہ حضرت ابوبکر کا رنج و غم خدا کی خوشی حاصل کرنے کے لئے تھا۔

علامہ اسحاق بے شک میں نے یہ عرض کیا۔

مامون ۔ تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ قرآن میں ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا لا تحزن۔ رنج و غم نہ کرو۔ اس طرح حضرت نے ان کو رنج و غم کرنے سے منع کیا (حالانکہ وہ خدا کی خوشی حاصل کرنے کے لئے یہ رنج و غم کرتے تھے۔ نتیجہ یہی تو نکلا کہ حضرت رسولِ خداؐ حضرت ابوبکر کو خدا کی خوشی حاصل کرنے سے منع کرتے تھے)

علامہ اسحاق ۔ معاذ اللہ (لاحول ولا قوۃ مجھ سے کیا غلطی ہو گئی)

مامون ۔ اے اسحاق۔ میں تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا اور آسان مناظرہ کر رہا ہوں کہ شاید تم راہِ حق دیکھ لو اور باطل کی راہ سے الگ ہو جاؤ کیونکہ تم بار بار اعوذ باللہ کہہ رہے ہو۔ اب تم بتاؤ کہ خدا نے جو فرمایا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیھم (خدا نے ان پر اپنی تسلی نازل کی)، اس سے مراد حضرت

هذا الموضع على خاصة ثم من حضره من بني هاشم قال فمن افضل من كان مع رسول الله صلعم في ذلك الوقت ام من انهزم عنه ولم يره الله موضعاً لينزلها عليه قلت بل من انزلت عليه السكينة قال يا اسحق من افضل من كان معه في الغار ام من نام على فراشه ووقاه بنفسه حتى تم لرسول الله صلعم ما اراد من الهجرة فان الله تبارك وتعالى امر رسوله ان يامر علياً بالنوم على فراشه وان يقي رسول الله صلعم بنفسه فامر رسول الله صلعم بذلك فبكى علي رض فقال له رسول الله صلعم ما يبكيك يا علي اجزعا من الموت قال لا والذي بعثك بالحق يا رسول الله ولكن خوفاً عليك افتسلم يا رسول الله قال نعم قال سمعاً وطاعة وطيبة نفسي بالفداء لك يا رسول الله ثم اتى مضجعه واضطجع وتسجى بثوبه وجاء المشركون من قريش فحفوا به

لا یشکون انه رسول الله صلعم وقد
اجمعوا ان یضربه من کل بطن
من بطون قریش رجل ضربة
بالسیف لئلا یطلبون الهاشمیون
من البطون بطنا بدمه وعلی
یسمع ما القوم فیه من تلاف
نفسه ولم یدعه ذلك الی الجزع کما
جزع صاحبه فی الغار ولم یزل
علی صابرا محتسبا فبعث الله
ملائکته فمنعته من مشرکی قریش
حتی اصبح فلما اصبح قام فنظر القوم
الیه فقالوا این محمد قال وما علمی
بمحمد این هو قالوا فلا نراك الا
مغررا بنفسك منذ لیلتنا فلم یزل
علی افضل ما بدا بدینه یزید ولا
ینقص حتی قبضه الله الیه یا اسحق
هل تروی حدیث الولایة قال نعم
یا امیر المومنین قال اروه
ففعلت قال یا اسحق
ارایت هذا الحدیث هل
اوجب علی ابی بکر وعمر
ما لم یوجب لهما علیه

رسولخدا صلعم ہیں یا حضرت ابوبکر۔

علامہ اسحاق ۔ حضرت ابوبکر نہیں بلکہ حضرت رسولخدا صلعم مراد ہیں

مامون ۔ ٹھیک ہے ۔ اب آیہ ویوم حنین الاٰیہ
یعنی خدا نے تمہاری مدد حنین میں بھی کی جب تم اپنی
کثرت پر بھولے تھے ۔ تو یہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ
آئی بلکہ میدان جنگ تم پر تنگ ہوگیا ۔ پھر تم لوگ
بھاگ کھڑے ہوئے ۔ تو خدا نے اپنی تسلی اپنے رسول ؐ
اور مومنین پر نازل کی (پارہ ۱۰ رکوع ۱۰) کے بارے
میں تم بیان کرو کہ اس میں مومنین سے کون لوگ مراد ہیں

علامہ اسحاق ۔ سرکار مجھے تو نہیں معلوم ہے۔

مامون ۔ جنگ حنین میں سب مسلمان حضرت رسولخدا
صلعم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور آنحضرت صلعم کے
ساتھ بنی ہاشم سے سات شخصوں کے سوا کوئی بھی ثابت
قدم نہیں رہا تھا ۔ ان سات شخصوں میں ایک حضرت علیؑ
تھے جو تلوار سے حضرت رسولخدا صلعم کی حفاظت میں لڑتے
تھے دوسرے حضرت عباس تھے جو حضرت کے خچر کی لگام تھامے
تھے اور باقی پانچ شخص حضرت کو گھیرے ہوئے تھے
تاکہ کافروں کا کوئی وار حضرت پر نہ پڑ جائے ۔ یہی
حالت رہی یہاں تک کہ خدا نے اپنے رسول ؐ کو کامیاب
کرکے فتح دیدی ۔ پس اس آیہ میں مومنوں سے دو خلمکر
حضرت علی اور بنی ہاشم کے وہی لوگ مراد ہیں جو اس وقت
آنحضرت ؐ کی خدمت میں حاضر تھے ۔ اب تم ہی بتاؤ جو

قلت ان الناس ذكروا
ان الحديث انما كان بسبب
زيد بن حارثة لشیء جری
بینه وبین علی وانکر ولاء
علی فقال رسول اللهؐ
من کنت مولاه فعلی مولاه
اللّٰهم وال من والاه وعاد
من عاداه قال فی ای موضع
قال هذا الیس بعد منصرفه
من حجة الوداع قلت اجل
قال فان قتل زید بن
حارثة قبل الغدیر کیف
رضیت لنفسک بهذا
اخبرنی لو رایت ابنا لک قد
اتت علیه خمس عشرة سنة
یقول مولای مولی ابن عمی
ایها الناس فاعلموا ذلک
اکنت منکرا ذلک علیه تعرفه
الناس ما لا ینکرون ولا
یجهلون فقلت اللهم نعم
قال یا اسحٰق افتنزه ابنک
عما لا تنزه رسول اللهؐ ویحکم

بزرگ (یعنی حضرت علی و حضرت عباس وغیرہ) کہ اس وقت اپنی جان پر کھیل کر حضرت رسولخداؐ کی خدمت میں موجود تھے افضل ہو سکتے ہیں یا وہ لوگ جو اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا نے کسی جگہ انکو پایا ہی نہیں کہ اپنی تسلی ان پر بھی نازل کرتا؟

علامہ اسحاق - یقیناً وہی بزرگ افضل ہیں جن پر خدا نے اپنی تسلی نازل کی۔

مامون - بتاؤ جو صاحب حضرت رسولخدا صلعم کے ساتھ غار میں تھے وہ افضل ہو سکتے ہیں یا وہ بزرگ جو آنحضرتؐ کے بستر پر سوئے اور جنہوں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالکر حضرتؐ کو بچا دیا جسکے سبب سے آنحضرتؐ اپنی ہجرت میں کامیاب ہو گئے۔ اسطرح کہ خدا نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ تم علیؑ سے کہو کہ تمہارے بستر پر سو رہیں اور اپنی جان سپر کر کے تم کو بچائیں۔ چنانچہ حضرت رسولخدا صلعم نے حضرت علیؑ سے یہ بات کہی تو وہ رونے لگے۔ اسپر آنحضرتؐ نے پوچھا "کیوں علیؑ! کیا تم موت کے خوف سے روتے ہو؟" حضرت علیؑ نے عرض کی "نہیں حضرت خدا کی قسم میں اس سبب سے نہیں روتا بلکہ آپ کے خیال سے پریشان ہوں کہ حضور ہجرت کرنے سے مصائب میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ اچھا میں سو رہوں گا تو حضور کی جان بچ جائیگی؟" حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا "ہاں ضرور بچ جاؤ گے۔" تب حضرت علیؑ نے خوش ہو کر کہا "یا حضرت پھر کیا پرواہ ہے میں بسر و چشم حاضر ہوں۔ نہایت اطمینان

لا تجعلوا فقهاء کم اربابکم ان اللّٰہ جل ذکرہ قال فی کتابہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللّٰہ ولم یصلوا لھم ولا صاموا ولا زعموا انھم ارباب ولکن امروھم فاطاعوا امرھم یا اسحٰق اتروی حدیث انت منی بمنزلۃ ھرون من موسیٰ قلت نعم یا امیر المومنین قد سمعتہ وسمعت من صححہ وجحدہ قال فمن اوثق عندک من سمعت منہ فصححہ او من جحدہ قلت من صححہ قال فھل یمکن ان یکون الرسولؐ مزح بھذا القول قلت اعوذ باللّٰہ قال فقال قولا لا معنی لہ فلا یوقف علیہ قلت اعوذ باللّٰہ قال افما تعلم ان ھرون کان اخا موسیٰؑ

بے فکری اور کمال خوشی سے اپنی جان فدا کرکے حضور کو بچاؤں گا۔" اس کے بعد آپ حضرت رسولخدا صلعم کے بستر پر تشریف لائے اور حضرتؐ کی چادر اوڑھکر بڑے آرام سے سو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد قریش کے کافروں نے آکر حضرت علیؑ کو اس خیال سے گھیر لیا کہ سمجھے کہ آپ ہی رسولخدا صلعم ہیں۔ کسی کو اسمیں شک نہیں تھا۔ اُن سب نے پہلے ہی یہ طے کر لیا تھا کہ قریش کے قبیلے سے ایک ایک شخص تلوار کی ایک ایک وار آنحضرتؐ پر ایک دفعہ لگائے تاکہ بنی ہاشم کسی خاص قبیلہ سے حضرت کے خون کا قصاص نہ لے سکیں۔ اور باوجودیکہ حضرت علی کافروں کے ان کل مشوروں کو سُن رہے تھے اور جان رہے تھے کہ یہ سب انھیں کی جان لینے پر آمادہ ہیں پھر بھی ان کے ابرو پر ذرہ برابر بل نہیں آیا اور نہ کچھ خوف کیا بلکہ پورے اطمینان سے جان دینے کے لئے سو رہے۔ اس کے خلاف حضرت ابوبکر (ذرہ سی بات پر) غار میں ڈر کر رونے لگے اور بدحواس ہو گئے تھے۔ حضرت علےؑ اسی طرح نہایت دلجمعی اور کمال اطمینان سے دیر تک سوتے رہے جبس (ایثار اور مواساۃ) سے (خوش ہوکر) خدا نے اپنے مقرب فرشتوں کو آپ کے پاس بھیج دیا جو صبح تک آپکی حفاظت کرتے رہے۔ صبح کو جب آپ فرش رسولؐ سے اُٹھے تو کفار قریش نے آپ کی طرف دیکھکر کہا "ایں تم سو رہے تھے؟ اور محمدؐ کہاں ہیں؟" حضرت علیؑ نے ان کو جواب دیا "مجھے

لا بيه وامه قلت بلى
قال فعلى اخو رسول الله
لا بيه وامه قلت لا قال
اوليس هرون نبيا وعلى
غير نبى قلت بلى قال
فهذان الحالان معدومان
فى على وقد كانا فى هرون
فما معنى قوله انت منى
بمنزلة هرون من موسى
قلت له انما اراد ان يطيب
بذلك نفس على لما قال
المنافقون انه خلفه
استثقالا له قال فاراد ان
يطيب نفسه بقول لا معنى
له قال فاطرقت قال يا
اسحق له معنى فى كتاب الله
بين قلت وما هو يا امير المومنين
قال قوله عز وجل حكاية
عن موسى انه قال لاخيه
هرون اخلفنى فى قومى و
اصلح ولا تتبع سبيل المفسدين
قلت يا امير المومنين ان

کیا معلوم کہ ان حضرتؑ کہاں تشریف رکھتے ہیں"۔ اسپر
ان لوگوں نے کہا "اے علیؑ معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی سے
تم اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو (کہ اس بستر پر سو کر
اپنے پیغمبرؐ کو بچا دیا)" غرض اسی طرح مرتے وقت تک ہر
واقعہ میں حضرت علیؑ سب لوگوں میں افضل ہی ثابت
ہوتے رہے اور آپ کی فضیلت سب سے بڑھتی ہی گئی
کسی وقت کسی فضیلت میں بھی آپ کسی شخص سے کم نہیں ہوئے
ہاں اے اسحاق اب یہ بتاؤ تم حدیث غدیر کی بھی
روایت کرتے ہو؟

علامہ اسحاق۔ سرکار! ہاں۔

مامون۔ اُس کو بیان تو کرو۔

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حدیث غدیر بیان کی تو
مامون نے کہا:۔

مامون۔ اے اسحاق تمہاری عقل میں بھی یہ بات
آتی ہے کہ اس حدیث کی وجہ سے حضرت علی کے بارے
میں حضرت ابوبکر پر وہ چیز واجب ہو گئی جو حضرت ابوبکر و
عمر کے بارے میں حضرت علیؑ پر واجب نہیں ہوئی (یعنی حضرت
ابوبکر و عمر پر خدا نے واجب کیا کہ حضرت علیؑ کو اپنا مولا اور
پیشوا جانیں مگر حضرت علی پر واجب بلکہ جائز بھی نہیں ہوا
کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر کو اپنا مولا سمجھیں)

علامہ اسحاق۔ سرکار لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث
کے باعث زید بن حارثہ ہیں۔ کیونکہ ان کے اور حضرت

موسی خلف هرون فی قومہ وھو حی ومضی الی ربہ ان رسول اللہ ص خلف علیا کذالک حین خرج الی غزاتہ قال کلا لیس کما قلت اخبرنی عن موسی حین خلف ھرون ھل کان معہ حین ذھب الی ربہ احد من اصحابہ او احد من بنی اسرائیل قلت لا قال اولیس استخلفہ علی جماعتہم	علیؑ کے درمیان کچھ اختلاف ہوگیا تھا جس پر انھوں نے حضرت علی کی دوستی سے انکار کردیا۔ اسی پر حضرت رسولخداصلعم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا مولا میں ہوں اس کے مولا علیؑ بھی ہیں۔ اے اللہ تو ہر اُس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور ہر اُس شخص کو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ **مامون۔** پہلے یہ بتاؤ کہ آنحضرتؐ نے اس حدیث کو کس مقام پر فرمایا تھا؟ کیا حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت (غدیر خم) میں نہیں فرمایا؟ **علامہ اسحاق۔** ہاں اُسی موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ **مامون۔** لیکن اگر زید بن حارثہ واقعہ غدیر خم کے بہت پہلے شہید ہوچکے ہوں تب کیونکر تم حدیث غدیر کا سبب زید کے اختلاف کو قرار دے سکتے ہو (کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ جنگ موتہ میں جو ۸ھ میں ہوئی تھی زید بن حارثہ شہید ہوچکے تھے۔ اور یہ مشہور واقعہ ہے اور حدیث غدیر کو آنحضرت صلعم نے ۱۰ھ کے آخر میں بیان فرمایا تھا)۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تم اپنے کسی لڑکے کو دیکھو جو ۱۵ سال کا ہوچکا ہے کہ وہ لوگوں سے کہتا ہے "جو شخص میرا دوست ہے وہ میرے چچازاد بھائی کا بھی دوست ہے۔ لوگو! اس بات کو خوب یاد کرلو اور بھولنا نہیں" تو کیا تم کو یہ برا نہیں معلوم ہوگا کہ تمہارا لڑکا لوگوں کو ایسی لغو بات بتائے جس کو وہ لوگ

قلت نعم قال فاخبرني عن رسول الله حين خرج الى غزاة هل خلف الا الضعفاء والنساء والصبيان فاني يكون مثل ذلك ولهٗ عندي تاويل اخر من كتاب الله يدل على استخلافه اياه لا يقدر احد ان يحتج فيه ولا اعلم احدا احتج به وارجو ان يكون توفيقا من الله قلت ما هو يا امير المومنين قال قوله عز وجل

خود ہی جانتے ہیں اور جس کا کبھی انکار نہیں کرتے ہیں
علامہ اسحاق ۔ خدا جانتا ہے مجھے ضرور بُرا معلوم ہوگا
مامون ۔ پھر جس بات کو تم اپنے لڑکے تک کے لئے پسند نہیں کرتے کیا اس کو حضرت رسولخدا صلعم کے لئے پسند کرو گے ؟ (یعنی حضرت رسولخدا صلعم کو تو معلوم ہی تھا کہ جو لوگ حضرت کے دوست تھے وہ حضرت علی کے بھی دوست تھے ۔ یا جو لوگ حضرت کو دوست رکھتے ہیں وہ حضرت علیؑ کو بھی دوست رکھتے ہیں ۔ پھر آں حضرت صلعم نے اس اہتمام سے یہ بات ان صحابہ سے فرمائی کیوں ؟ یقیناً کہنا پڑے گا کہ حضرت کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جو مجھکو آقا اور پیشوا جانتا ہے وہ علی کو بھی اپنا آقا اور پیشوا جانے) افسوس تم لوگوں کی کیا حالت ہے ۔ تم اپنے علماء کے بندے نہ ہو جاؤ ۔ اپنے مذہبی پیشواؤں کو اپنا خدا نہ سمجھنے لگو ۔ تم اس بات کو یقیناً جانتے ہو کہ خدا نے کلام مجید میں فرمایا ہے اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ الآیہ یعنی ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور مذہبی پیشواؤں کو اپنا خدا بنا لیا ہے (پ ۱۰ ع ۱۱) حالانکہ اُن لوگوں نے نہ اپنے علماء اور مذہبی پیشواؤں کی نماز پڑھی ۔ نہ انکا روزہ رکھا اور نہ یہ اعتقاد کیا کہ واقعاً یہی پیشوایان دین ان کے خدا ہیں مگر چونکہ اُن علماء نے جو کہہ دیا اس کو ان لوگوں نے اپنی عقل معطل کر کے مان لیا (اسی سبب سے خدا نے یہ فرمایا)

حسین حکی عن موسی قولہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا و نذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا فانت منی یا علی بمنزلة ھرون من موسی وزیری من اھلی واخی شدد اللہ بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبح اللہ کثیرا و نذکرہ کثیرا	اے علامہ اسحاق! یہ بتاؤ تم اس حدیث کی بھی روایت کرتے ہو کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا یا علی انت منی بمنزلة ھارون من موسی - اے علی تم کو مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون کو حضرت موسے سے تھا۔ **علامہ اسحاق** - ہاں سرکار! میں نے بھی اس حدیث کو سنا ہے اور ان لوگوں کو بھی سنا ہے جو اسکو صحیح کہتے ہیں اور جو اس سے انکار کرتے ہیں۔ **مامون** - تو اُن لوگوں میں کن کو تم زیادہ قابل اعتبار اور لائق اعتماد سمجھے ہو۔ جنہوں نے اسکو صحیح کہا یا جو اس سے انکار کرتے ہیں؟ **علامہ اسحاق** - میں انھیں کو قابل اعتماد جانتا ہوں جو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ **مامون** - تو کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس حدیث کو محض مزاح سے فرمایا ہو؟ **علامہ اسحاق** - معاذ اللہ۔ ہرگز نہیں۔ **مامون** - پھر کیا حضرت نے ایسی بات کہی جس کا کوئی معنے ہی نہیں ہو سکتا اور جو کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی؟ **علامہ اسحاق** - معاذ اللہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ **مامون** - تو کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے؟ **علامہ اسحاق** - ہاں جانتا ہوں۔ **مامون** - اور کیا حضرت علیؑ بھی حضرت رسولخدا صلعم

فهل يقدر
احد ان
يدخل في
هذا شيئاً
غير هذا
ولم يكن
ليبطل قول
النبيؐ وان
يكون لا معنى
له قال فطال
المجلس وارتفع
النهار فقال
يحيى بن اكثم
القاضي يا
امير المومنين
قد اوضحت
الحق لمن اراد
الله به الخير
واثبت مالا
يقدر احد ان
يدفعه قال
اسحق فاقبل

کے حقیقی بھائی تھے؟

علامہ اسحاق - نہیں۔

مامون - اور یہ بات بھی ہے یا نہیں کہ حضرت ہارون نبی تھے اور حضرت علیؑ غیر نبی تھے؟

علامہ اسحاق - بے شک ہے۔

مامون - پس یہ تو یقینی بات ہوئی کہ حضرت علیؑ نہ حضرت رسولخدا صلعم کے حقیقی بھائی تھے اور نہ نبی تھے ان دونوں صفتوں سے کوئی بھی آپ میں موجود نہیں تھی حالانکہ حضرت ہارون میں یہ دونوں باتیں تھیں (یعنی ان دونوں صفتوں میں تو حضرت علیؑ کو حضرت ہارون سے مشابہت تھی نہیں) پھر حضرت رسولخداؐ کے قول انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کے کیا معنے ہوئے؟ (اب حضرت علیؑ میں حضرت ہارون کی کون سی صفت تھی جسکی وجہ سے آں حضرت صلعم نے اس حدیث کو فرمایا؟)

علامہ اسحاق - یہ حدیث تو کوئی چیز ہی نہیں ہے کیونکہ اسکی غرض تو صرف اسی قدر تھی کہ اس سے آنحضرت صلعم حضرت علی کو خوش کردیں۔ کیونکہ منافقین نے اُس وقت یہ افواہ اُڑادی تھی کہ حضرت رسولخدا صلعم مدینہ میں حضرت علی کو اس سبب سے چھوڑ گئے ہیں کہ حضرت ان سے دل میں کچھ ناراض ہیں۔

مامون - تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے ایک مہمل بات سے حضرت علیؑ کو خوش کرنا چاہا؟

علینا وقال
ما تقولون فقلنا
کلنا نقول
بقول امیر
المومنین اعزہ
اللہ فقال واللہ
لولا ان رسول اللہ
قال اقبلوا
القول من الناس
ما کنت
لاقبل منکم
القول اللھم
قد نصحت
لھم القول
اللھم انی قد
اخرجت
الامر من عنقی اللھم
انی ادینک
بالتقرب
الیک بحب علی
وولایتہ انتھی
کتاب العقد الفرید مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۴۳

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ مامون کے اس مشکل اعتراض سے پریشان ہو کر میں سوچنے لگا کہ اب کیا بولوں مگر کوئی جواب ذہن میں نہیں آیا تو پھر مامون نے کہا۔

مامون۔ اے اسحق حضرت رسولخدا صلعم نے جو اس حدیث میں حضرت علیؑ کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی تو اس تشبیہ کا معنے کلام مجید میں صاف طور پر موجود ہے۔

علامہ اسحاق (بہت تعجب سے) سرکار! وہ کیا؟

مامون۔ حضرت موسیٰ کی زبانی خدا نے جو فرمایا ہے۔ قَالَ مُوسیٰ لِاَخِیْہِ ھَارُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ یعنی حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی حضرت ہارون سے فرمایا کہ تم میری قوم میں میرے خلیفہ اور جانشین رہو اور دیکھو ان کی اصلاح کرتے رہنا (پ ۹ ع ۷)

علامہ اسحاق۔ یہ بھی تو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت موسےٰ نے حضرت ہارون کو اپنی قوم کا خلیفہ اُس وقت مقرر کیا تھا جب وہ زندہ تھے اور خدا سے مناجات کرنے کو طور پر گئے تھے۔ اسی طرح حضرت رسولخدا صلعم نے صرف جنگ تبوک میں جاتے وقت حضرت علی کو اپنا خلیفہ اپنی زندگی میں کیا تھا۔

مامون۔ افسوس کیا کہتے ہو ایسا نہیں ہے تم ہی بتاؤ کہ جب حضرت موسیٰ حضرت ہارون کو خلیفہ مقرر کر کے کوہ طور پر گئے تھے تو آپ کے اصحاب

یا آپ کی امت بنی اسرائیل سے کوئی شخص بھی ان کے ساتھ گیا تھا؟

علامہ اسحاق - نہیں۔

مامون - اور حضرت موسےٰ نے حضرت ہارون کو اپنی تمام امت پر خلیفہ مقرر کیا تھا یا نہیں؟

علامہ اسحاق - بے شک تمام امۃ پر خلیفہ کیا تھا۔

مامون - لیکن جب آنحضرت صلعم غزوہ تبوک میں تشریف لے جانے لگے تو ضعفاء مسلمین عورات واطفال کے سوا بھی کسی کو مدینہ میں چھوڑا تھا؟ پھر یہ واقعہ حضرت موسےٰ کے ایسا کیونکر کہا جا سکتا ہے؟ (یعنی کوہ طور پر حضرت موسےٰ تنہا گئے اور حضرت رسولخدا صلعم غزوہ تبوک میں اپنے اصحاب وانصار کے ساتھ گئے تھے حضرت موسےٰ اپنے پیچھے سب امۃ کو چھوڑ گئے تھے مگر حضرت رسولخدا صلعم اپنے پیچھے صرف کمزور مردوں یا عورتوں بچوں کو چھوڑ گئے تھے۔ پس دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ پھر اس وجہ سے حضرت رسولخدا جناب علیؑ کو جناب ہارون سے کیونکر تشبیہ دے سکتے تھے؟) اس حدیث کا ایک اور مطلب میرے ذہن میں آتا ہے جو قرآن مجید ہی سے نکلتا ہے اور اس بات کی نہایت زبردست دلیل ہے کہ حضرت رسولخدا نے مسلمانوں پر حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ مطلق (یعنی اپنی زندگی میں بھی اور اپنی وفاۃ کے بعد بھی) مقرر کر دیا تھا۔ اس دلیل کو کوئی شخص بھی رد نہیں کر سکتا ہے اور نہ مجھ سے پہلے کسی شخص نے بھی اس دلیل کو پیش کیا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے اپنے خاص فضل اور مخصوص تائید سے یہ استدلال میرے ہی دماغ میں پیدا کیا۔

علامہ اسحاق - سرکار! وہ کیا؟

مامون - یہ حضرت موسیٰ کا وہ قول ہے جس کو خدا نے یوں ذکر کیا ہے واجعل لی وزیرا الآیہ یعنی اے خدا تو میرے خاندان والوں سے میرے بھائی ہارون

کو میرا وزیر مقرر کر۔ ان کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام میں ان کو میرا شریک بنا تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور برابر تیرا ذکر کرتے رہیں یقیناً" تو ہر بات کا خوب دیکھنے والا ہے (پارہ ۱۶ ع ۱۱) اسی طرح حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے کہ تم میرے وزیر اور میرے وہ بھائی ہو جس سے خدا نے میری پشت مضبوط کر دی اور جس کو میرے کام میں شریک کر دیا تاکہ میں اور تم دونوں اسکی تسبیح اور اس کے ذکر کو کثرت سے پھیلا دیں۔ اب کیا کسی شخص میں اسکی قدرت ہے کہ اس معنے کے علاوہ کوئی اور مطلب اس حدیث کا بیان کرے جس سے نہ آنحضرت صلعم کا قول باطل ہو نہ وہ مہمل اور لغو قرار پائے۔

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ اسی طرح یہ مناظرہ بہت دیر تک ہوتا رہا جس میں بہت طول ہوا اور دوپہر ہو گئی۔ اس وقت قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم نے فرمایا

قاضی یحییٰ بن اکثم۔ سرکار نے طالبان حق و خیر کیلئے صراط مستقیم کو واضح کر کے بیان کر دیا اور ایسی زبردست دلیلوں سے اپنے دعوے کو ثابت کر دیا جس کا جواب کسی شخص سے ممکن ہی نہیں ہے۔

علامہ اسحاق کہتے ہیں کہ قاضی یحییٰ کی بات سنکر سرکار ہم لوگوں کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اور آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟" ہم سب لوگوں نے عرض کی کہ "ہم لوگ بھی حضور ہی کے موافق ہیں اور سرکار جو فرماتے ہیں اس کو بالکل صحیح اور حق جانتے ہیں"۔

مامون۔ خدا کی قسم اگر حضرت رسولخدا صلعم نے یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ لوگوں کی باتیں مان لیا اور صحیح جان لیا کرو تو میں ہرگز تم لوگوں کی اس بات کو قبول نہیں کرتا (کیونکہ تم لوگ دل سے حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کو اب بھی نہیں مانتے ہو صرف میرے سامنے زبانی اقرار کرتے ہو) اے خدا میں نے ان لوگوں کی اچھی طرح نصیحت کر دی اور امر بالمعروف کے فریضہ کو ادا کر دیا۔ اے خدا میرے ذمہ حق واضح کر دینے کا جو فرض تھا اس کو ادا کر دیا۔ اے اللہ میں حضرت علی کی محبت اور حضرت کی ولایت کے ذریعہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں اور میں اسی مذہب کا پابند ہوں (کہ حضرت ہی حضرت رسولخدا صلعم کے خلیفہ بلا فصل تھے) تممت

بے مثل و نظیر کتابیں

۱ آلؑ و اصحاب - اسمیں دکھلایا گیا ہے کہ اہلبیت طاہرینؑ کے ساتھ صحابہ رسولؐ کا برتاؤ کیسا تھا۔ واقعہ کربلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر امام حسینؑ کی مدد نہیں کی۔ قیمت صرف عہ

۲ صاحب العصر والزمان - قادیانیوں نے حضرت حجۃ کے وجود سے انکار کرتے ہوئے شیعوں پر مختلف اعتراضات کیے تھے انکا محققانہ قابلدید جواب قیمت عہ

۳ عقل و تہذیب اہل حدیث - وہابیوں کی عقل و تہذیب کا بہت دلچسپ تماشہ نہایت مستند کتابوں سے قیمت ۸

۴ فتنہ شبلی - مولوی شبلی صاحب مرحوم نے کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ جناب امیرؑ نے شراب پی تھی اسکی تحقیق اور رد دیدہ قابلدید قیمت کتاب

۵ قول کریم - تحریف قرآن کے مباحث کا جوہر جس کا جواب اہلسنت قیامۃ تک نہیں دیسکتے۔ اس سے خود سنیوں کا قائل تحریف ہونا مثل آفتاب واضح ہوگیا۔ قیمت عہ

۶ کشف الظلمات - نواب محسن الملک کی کتاب آیات بینات کی بحث فدک کا مفصل جواب جو نہایت پسند کیا گیا حصہ اول ۸ دوم ۸

۷ الہاویہ لمعویہ - معویہ کے حالات۔ اسکے نسب۔ مظالم۔ خلیفہ حق حضرت امیر المومنینؑ سے لڑنے حضرت امام حسنؑ سے صلح کرنے۔ عام خدع و فریب وغیرہ کی کمال جامع بحث معتبر کتب اہلسنت سے غرض معویہ کے متعلق مکمل معلومات کا بے مثل ذخیرہ ہے۔ قیمت عگر

۸ تصحیح تاریخ - اس میں تمام سنی مورخین کی ایمانداری کا پردہ چاک کیا گیا۔ ان کے تعصب کی حقیقت ظاہر کی گئی اور خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کا اخلاقی فوٹو کھینچا گیا ہے۔ جلد منگا کر لطف اٹھایئے قیمت ۱۲

۹ اسلامی خدا - توحید خداوند عالم کو آیات قرآن مجید سے اس طرح ثابت کیا گیا ہے کہ مشرک دکافر کو بھی جائے دم زدن نہیں ہے بالکل انوکھا رسالہ ہے۔ قیمت ۸

۱۰ عوائد نظریہ - تقیہ اور صلح حضرت امام حسنؑ کے متعلق جدید طرز کی دلچسپ تحقیقات قیمت ۱۰

۱۱ معراج شبہات - اس میں دکھایا گیا ہے کہ جس قدر اہلسنت مخالفۃ عزاداری میں کوشش کرتے

ہیں اس قدر روزافزوں اس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ قیمت ۲ر

۱۲ تفسیر اہل التطہیر۔ حضرات اہلبیتؑ کی تفسیر کا نمونہ۔ قیمت ۲ر

۱۳ رسالہ کلوخ۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ پیشاب کر کے ڈھیلا چھونا خلاف حکم خدا و رسولؐ اور محض بدعۃ ہے۔ قیمت ۴ر

۱۴ الوصی۔ جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت صلعم کے وصی اور خلیفہ بلا فصل تھے قیمت عہ

۱۵ جواب حشر۔ مسٹر عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی اڈیٹر رسالہ دلگداز نے حضرت سکینہؑ دختر حضرت امام حسین علیہ السلام کا نہایت اسلام سوز اور ایمان شکن ناول لکھکر حضرت رسالتماب صلعم کی خاندان کی حد سے زیادہ توہین کی تھی جس نے تمام اسلامی دنیا میں آگ لگادی تھی اُسی ناول کا نہایت محققانہ اور مفصل جواب دفتر اصلاح سے شایع کیا گیا تھا جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ پھر دوبارہ شایع ہوا وہ بھی ختم ہوگیا۔ اب تیسری مرتبہ یہ کتاب پہلے سے زیادہ علمی تحقیقات کے ساتھ شایع ہوئی ہے۔ سابقاً اس کا حجم ۲۷۶ صفحہ تھا اور اب ۴۰۰ صفحہ جس میں ضمیمہ حالات حضرت سکینہؑ بھی ہے۔ قیمت صرف عگر اگر آپ نے اب تک نہیں منگائی تو جلد منگائیے ورنہ پھر تیسری دفعہ کے نسخے بھی ختم ہو جائیں گے۔

۱۶ مجالس خاتون حصہ اول جسمیں زنانی مجلسوں میں مومنات کے پڑھنے کے لئے بہت مفید دلچسپ اور ضروری مجلسیں لکھی گئی ہیں۔ عورتوں میں اس کتاب کو بہت پسند کیا گیا۔ قیمت جلد اول صرف عار دو روپیہ

۱۷ تصویر عزاء۔ عزاداری حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق نہایت جامع اور محققانہ ناول ہے جس میں وہابی شوہر نے عزاداری کے متعلق کثرت سے اعتراضات کئے اور حنفی زوجہ نے کل اعتراضات کا نہایت تشفی بخش محققانہ اور مسکت جواب دے کر شوہر سے کل باتیں تسلیم کرالی ہیں۔ اس زمانہ کا بہت ہی مفید علمی و دینی ذخیرہ ہے صفحہ ۵۰۸ قیمت صرف عہ

المشتہر:۔ منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

(سید محمد جعفر نے مطبع اصلاح مشین پریس کھجوا میں چھپوا کر شایع کیا)